

عمر و اور خونی نم

PAKSOCIETY.COM



PAKSOCIETY.COM

”مویشاں دیلوی کی مورتی — کیا مطلب۔ یہ کیا بلا ہے۔
 عمر نے حیرت سے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے بوڑھے تاجر کی
 جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ تاجر جس کا نام ابراہیم تھا،
 اکثر سردار امیر حمزہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔
 وہ بیروں کا تاجر تھا اور ملکوں ملکوں تجارت کرتا ہوا
 جب بھی اس طرف آتا تو سردار امیر حمزہ کی خدمت
 میں سلام کرنے کے لئے ضرور حاضر ہوتا اور وہ جب بھی
 آتا امیر حمزہ کے لئے کوئی نہ کوئی تحفہ ضرور لاتا سدا
 امیر حمزہ اکثر اس کے تحفے لانے پر اعتراض کرتے مگر
 وہ ہمیشہ انہیں ایک بات کہہ کر لاجواب کر دیا کرتا تھا۔
 ”پیر و مرشد حضور اکرمؐ کا فرمان ہے کہ ایک
 دوسرے کو تحفے تحائف دیا کر دو۔ اس سے ایک دوسرے

ناشران ————— اشرف قریشی

————— یوسف قریشی

ترجمین ————— محمد ملال قریشی

طابع ————— پرنٹ یارڈ پرنٹرز لاہور

قیمت ————— 30/- روپے



کے دل میں محبت ٹرھتی ہے۔ اس لئے مہربانی کر کے میرا تحفہ قبول کر لیا کیجئے۔ میں نہایت خوشی اور محبت سے آپ کے لئے لاتا ہوں۔ اور سردار امیر حمزہ خوشی سے اس کا تحفہ قبول کر لیتے۔

آج بھی جب ابراہیم تاجر سردار امیر حمزہ کی خدمت میں حاصل ہوا تو سردار امیر حمزہ نے اس کا پڑے جوش خیر مقدم کیا اور دونوں نہایت پُر تپاک انداز میں ملے۔ عمرو بھی اس وقت سردار امیر حمزہ کے قریب بیٹھا تھا۔ سردار امیر حمزہ نے عمرو کا ابراہیم سے اور ابراہیم کا عمرو سے تعارف کرایا۔ دونوں نے ایک دوسرے سے ہاتھ ملایا اور مسکراتے ہوئے ایک دوسرے کی خیریت دریافت کی۔ ہاتوں باتوں میں ابراہیم تاجر نے اپنے چنے میں سے سنہرے رنگ کی ایک جھوٹی سی ڈیریا نکالی اور دونوں ہاتھوں پر رکھ کر نہایت عزت و احترام سے سردار امیر حمزہ کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔

”پیرد مرشد، میں نے سفر کے دوران آپ کے لئے ایک نہایت خوبصورت تحفہ پسند کیا۔ یہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ قبول فرمائیں۔“

”ادھر، ابراہیم — اب ہم تم سے کیا کہیں —“

تم نہیں سدھرو گے؟“
سردار امیر حمزہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ہاتھ سے ڈبیر لے لی۔ اور اُسے اُٹ پلٹ کر دیکھنے لگے۔ عمرو کی آنکھیں بھی اس ڈبیر پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ نہایت بے چین نگاہوں سے ڈبیر کی جانب دیکھ رہا تھا۔
”دائیں طرف سُرخ رنگ کا جو چھوٹا سا بیٹن لگا ہوا ہے اسے دبائیے۔ ڈبیر کھل جائے گی؟ ابراہیم تاجر نے سردار امیر حمزہ کو بتایا اور سردار امیر حمزہ نے سر ہل کر ڈبیر پر لگا سُرخ بیٹن دبا دیا۔ کلک کی آواز کے ساتھ ڈبیر کا ڈھکن کھل گیا۔ ڈبیر کھلتے ہی اس میں سے چمکا چوند روشنی خارج ہونے لگی جس سے نہ صرف سردار امیر حمزہ بلکہ عمرو غبار کی بھی آنکھیں چندھیا گئیں۔ چند لمحوں بعد جب ان کی آنکھیں دیکھنے کے قابل ہوئیں تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ڈبیر میں دو سبز رنگ کے نہایت خوبصورت موتی جگمگا رہے تھے۔ ان موتیوں میں سے سبز رنگ کی تیز روشنی خارج ہو رہی تھی۔ جیسے سورج سے شعاعیں نکلتی ہیں۔

”اوہ۔ یہ تو بہت قیمتی معلوم ہوتے ہیں؟“ سردار امیر حمزہ نے حیرت سے ان موتیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

نہیں ہوں گے؟ سردار امیر حمزہ نے قدرے ناراض لہجے میں کہا۔

”نہیں پیرد مرشد۔ ایسی بات نہیں ہے۔ میں ہمیشہ ایسی کوشش کرتا ہوں کہ اپنے پیرد مرشد کو دنیا جہاں سے انکھا اور نہایت قیمتی تحفہ دوں۔ عام تحفے تحائف تو ہر کوئی ایک دوسرے کو دیتا رہتا ہے۔ خدا کے لئے اسے واپس مت کیجئے گا۔ میں بڑے ارمانوں سے آپ کے لئے لایا ہوں۔ اگر آپ نے انہیں لینے سے انکار کر دیا تو میرا دل ٹوٹ جائے گا۔“ بوڑھا تاجر جذباتی لہجے میں بولا۔ اور سردار امیر حمزہ نے بڑھ کر جلدی سے اسے اپنے گھر سے لگا لیا۔

”اوه ابراہیم۔ خدا گواہ ہے ہم نے تم جیسا انسان اپنی زندگی میں نہیں دیکھا؟“ سردار امیر حمزہ نے کہا اور بوڑھے کا چہرہ مسرت اور انبساط سے کھل اٹھا۔

”اوه۔۔۔ بہت بہت شکریہ پیرد مرشد! آپ نے تحفہ قبول کر کے مجھے بہت بڑا اعزاز بخشا ہے۔ بہت بڑا اعزاز۔۔۔ مجھے اس قدر خوشی ہو رہی ہے جس کا آپ اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔“

”اُس نے نہایت مسرت بھرے انداز میں کہا۔

عمد بھی آنکھیں پھاڑے اور منہ کھولے اُن موتیوں کی جانب حرص بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

”یہ میں نے ایک سوداگر سے دس کروڑ اشرفیوں میں خریدے ہیں۔“ سوداگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور سردار امیر حمزہ کے ساتھ ساتھ عمو عیاد بھی اچھل پڑا۔

”دس کروڑ۔۔۔ اوه یہ تم کیا کہہ رہے ہو ابراہیم اس قدر عظیم رقم کے بدلے تم نے ہمارے لئے یہ موتی خریدے ہیں۔ اوه اُس رقم سے تو تم پوری ایک ریاست خرید سکتے تھے۔“

سردار امیر حمزہ نے حیرت کی شدت سے آنکھیں پھلپھلایے

ہوئے کہا۔

”مجھے کسی ریاست کی کوئی لالچ نہیں ہے۔ آپ یہ بتائیے۔ آپ کو میرا یہ تحفہ پسند آیا؟“

ابراہیم سوداگر نے لاپرواہی سے کہا۔

”اوه۔۔۔ پسند۔۔۔ تم پسند کی بات کرتے ہو۔ ہم اس قدر بڑا تحفہ پاکر شش درج میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ ہم انہیں لیں یا نہ لیں۔ اگر تم نے ہمیں تحفہ ہی دینا تھا تو کوئی معمولی سا تحفہ بھی تم ہمیں دے سکتے تھے۔ تم کیا سمجھتے تھے کیا ہم معمولی تحفہ پاکر خوش

کہ رہا ہے۔“ ابراہیم تاجر نے سردار امیر حمزہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”عمرو۔ کیا بیک رہے ہو، اتنے قیمتی اور انمول موتیوں کو تم نقلی کہہ رہے ہو۔“

سردار امیر حمزہ نے خفت بھری نگاہوں سے عمرو کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ انہیں شاید عمرو کا انداز اچھا نہیں لگا تھا۔

”نہیں آقا میں جھوٹ نہیں کہہ رہا۔ یہ واقعی نقلی موتی ہیں۔ ہو سکتا ہے واقعی ابراہیم بچا یہ موتی اتنی ہی قیمت دے کر لائے ہوں جتنی یہ بتا رہے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ عام سے موتی ہیں۔ اور بازاریوں ان کی قیمت دس اشرفیاں بھی نہیں ہے۔“ عمرو نے نہایت سنجیدگی سے کہا۔

”اُف۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آخر تم کیسے کہہ سکتے ہو۔ میں نے تو انہیں خوب پرکھ کر لیا تھا۔
بھبھہ۔ پھر۔ پھر یہ نقلی کس طرح سے ہو سکتے ہیں۔“ بوڑھا تاجر حیرت کے عالم میں ہلکانے لگا۔ اس کا رنگ بلدی کی مانند زرد ہو رہا تھا۔

”حیرت ہے اگر آپ نے انہیں پرکھ کر لیا تھا تو

”آقا۔ کیا میں یہ موتی دیکھ سکتا ہوں؟“ اچانک عمرو نے ان دونوں کی گفتگو میں مغل جوتے ہوئے کہا اور دونوں چونک پڑے۔

”ہاں ہاں۔ کیوں نہیں، لودیکھو۔“ سردار امیر حمزہ نے موتیوں والی ڈبیہ عمرو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ عمرو نے ان کے ہاتھ سے ڈبیہ لی اور موتی نکال کر اسے ماہر جوہرلوں کے انداز میں الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ موتی دیکھتے دیکھتے اچانک وہ چونک پڑا۔

”اودہ۔ یہ تو نقلی موتی ہیں۔ اس نے چرکتے ہوئے کہا۔

”نقلی موتی۔ لگ کیا مطلب۔“ ابراہیم اس کی بات سن کر بُری طرح سے اچھلا۔ اس کی بات سن کر سردار امیر حمزہ بھی حیران رہ گئے۔

”ہاں یہ سو فیصد نقلی موتی ہیں۔ آپ ان کی قیمت دس کروڑ اشرفیاں بتا رہے ہیں۔ جبکہ ان کی قیمت محض دس اشرفیاں بھی نہ ہوں گی۔“ عمرو نے کہا اور بوڑھے تاجر کا رنگ فق ہو گیا۔

”یہ۔ یہ۔ تہ۔ تم کیا کہہ رہے ہو، تہ تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے۔ پیر و مرشد۔ یہ حیرتی تو ہیں

وقفے میں گھل کر پانی بن جاتا ہے جبکہ موتی آگ سے نہیں پگھلتے۔“ عمرو نے مزید کہا۔

”ادہ۔ ادہ۔ اب میں کیا کروں۔ م۔ مجھے یقین نہیں آ رہا۔ میں کیسے یقین کر لوں۔ اُف۔ میری اتنی بڑی رستم۔“

اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کو عملی طور پر ابھی دکھا سکتا ہوں کہ یہ اصلی ہیں یا نقلی۔“ عمرو نے نہایت سنجیدگی سے کہا۔

”ہاں۔ ہاں۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔“ بوڑھے تاجر نے جلدی سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”کیا اجازت ہے آقا۔“ عمرو نے سردار امیر حمزہ کی جانب اجازت طلب نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ امیر حمزہ اب تک اس کی جانب ناگوار نگاہوں سے گھور رہے تھے۔ شاید انہیں عمرو کا یہ اقدام پسند نہیں آیا تھا۔ بہر حال انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تب عمرو نے دونوں موتی زمین پر رکھے۔ پھر اس نے زنبیل سے ایک چھوٹی سی لکڑی نکالی۔ اس نے لکڑی پر دو تین بار زور سے پھونک ماری تو یک لخت لکڑی کے

کمرے پر آگ کا شعلہ چمک اٹھا۔

آپ کو اس میں موجود بال کیوں نظر نہیں آیا۔ یہ دیکھیں، دونوں موتی جگہ جگہ سے ترختے ہوئے ہیں انہیں نہایت صفائی کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ گو ان کے جوڑ پہلی نظر میں دکھائی نہیں دیتے مگر غور سے دیکھنے سے صاف نظر آ جاتے ہیں۔ اور یہ دیکھیں دو ایک گھول سے موتیوں کی روشنی بھی مانند پڑ رہی ہے۔ ان دونوں کو شمیس نامی چمکدار مادے سے بنایا گیا ہے۔ شمیس مادہ گوند کی شکل کا ہوتا ہے اُسے خاص

انداز میں مصالحوں سے سکھایا جاتا ہے تو ان میں سورج کی شعاعوں کی طرح روشنی خارج ہونے لگتی ہے۔ اس شخص نے آپ کو دھوکا دیا ہے اور معمولی موتیوں کے ذریعے آپ نے اتنی بڑی رقم لے گیا۔ مجھے تو آپ پر حیرت ہو رہی ہے کہ آپ اتنے بڑے دھوکے میں آ کس طرح سے گئے۔“

عمرو نے حیرت سے بوڑھے تاجر کی شکل دیکھتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ شمیس مادے کو میں اچھی طرح سے پہچان ہوں۔ اور اس کی خاص پہچان یہ ہے کہ اگر اس قریب آگ لائی جائے تو یہ ایک لمحے سے بھی

”موشال دیوی — پریوں کی رانی — جسے ایک جادوگر
 ”لیجئے جناب۔ آپ خود ہی شعلے کو موتیوں کی جانب اپنے جادو کے زور سے ایک موتی میں تبدیل کر دیا ہے
 کیجئے“ عمرو نے لکڑی سوداگر کی طرف بڑھاتے ہوئے پریوں کی رانی کبھی کبھار جب روتی ہے تو اس کی
 کہا۔ ابراہیم سوداگر نے کانپتے ہاتھوں سے عمرو کے ہاتھ نکھوں سے آنسو پکپکتے ہیں اور یہ آنسو زمین پر گر کر اس
 سے جلتی ہوئی لکڑی لی اور لڑتے ہوئے انداز میں موتیوں جیسے خوبصورت موتی بن جاتے ہیں۔ جن کی قیمت آپ کے
 کی جانب شعلے کو کیا۔ آگ کا شعلہ جو بھی موتیوں کا کام خزانے سے زیادہ ہوتی ہے۔ مگر اب — اب میں کیا
 قریب ہوا بھک سے موتیوں کو آگ لگ گئی اور ایکسوں — تم مجھے معاف کر دیجئے پیرو مشد — میں آپ
 لئے ہیں وہ دونوں موتی پانی کی مانند لپکھ کر زمین سے سخت شرمندہ ہوں۔ تم — میں — میں —“ بوڑھے سوداگر
 پر بہہ گئے۔ یہ دیکھ کر ابراہیم کے حلق سے بے اختیار کھوٹے کھوٹے لہجے میں کہا اور سردار امیر حمزہ کے
 پیچ نکل گئی۔ اور وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے پانی کی جاندروں میں گر کر بُری طرح سے بچوں کی مانند رونے لگے
 دیکھنے لگا۔

سردار امیر حمزہ بھی بے حد حیران و پریشان نظر آ رہا تھا۔ اسے یہ کیا، ابراہیم۔ میرے دوست
 تھے۔ سوداگر ابراہیم کافی دیر تک یہی کہتے کہ عالمِ بڑے بھائی۔ یہ تم کیا کر رہے ہو — تم ہم سے
 رہا۔ رہوں شرمندہ ہو۔ تم نے ایسا جان بوجھ کر تھوڑا کیا
 ”اوہ — تت تو یہ — موشال دیوی کی موتی کے لہا اور ویسے بھی ہم تحفے تحائف لینے کے حق میں نہیں
 نہیں ہیں۔ ناگوم سوداگر نے میرے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔ تمہارا دل رکھنے کے لئے ہم تم سے تحفے لیتے تھے
 اوہ — اوہ —“ وہ کچھ دیر کانپتے ہوئے لہجے میں تہاڑی خوشی کی خاطر — دوؤ مت میرے بھائی —
 ”موشال دیوی کی موتی — کیا مطلب — یہ کیا بڑا دار امیر حمزہ نے اس کے کندھے پر پھینکتے ہوئے نہایت
 عمرو نے حیرت سے چونک کر بوڑھے تاجرو کی جانب سے کہا پھر عمرو کی جانب گھورتے ہوئے کہا —
 ہونے کہا۔

ہکا بکا انداز میں امیر حمزہ کی جانب دیکھنے لگا۔ انہوں نے خواب میں بھی اس بات کا تصور نہیں کیا تھا کہ سردار امیر حمزہ اس کے پیرو مرشد کبھی اس سے اس ہلچے میں پیش آ سکتے ہیں۔

”ہو نہ۔“ شرمندہ — جاؤ چلے جاؤ یہاں سے اور حمزہ نے کڑکتے ہوئے ہلچے میں کہا اور عمرو گھبرا کر جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے انہیں سلام کیا اور جلدی سے نیچے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

”اصلی موتی — لیکن — میں کہاں سے لاقول گا۔“ نے بُری طرح بوکھلاہٹ کے عالم میں کہا۔

”ہم کچھ نہیں جانتے، ہمیں ہر قیمت پر ایسے ہی مو چاہئیں۔ ہر قیمت پر۔ اور یہ بات کان کھول کر سن لو موتی گوند کے بنے ہوئے نہ ہوں، اصلی اور کھرے موتی ہونے چاہئیں۔ اگر تم دس روز کے اندر اندر موتی نہ لائے تو اپنے لئے چار گز کفن ضرور خریدتے لانا۔ اپنے ہاتھوں تمہاری گردن اٹا دیں گے۔ تم نے ہمارے عزیز ترین دوست کا دل دکھایا ہے۔ اس لئے اب تمہارا یہی منزلہ ہے۔“

امیر حمزہ نے انتہائی طیش کے عالم میں کہا اور ۶

چانک ایک باریک سی آواز عمرو کی سماعت سے ٹکرائی۔
 عمرو نے بوکھلا کر چونکتے ہوئے دیکھا اُسکے کندھے پر ایک
 چھوٹا سا پرندہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس پرندے کی شکل و صورت
 بالکل چڑیوں ایسی تھی جیکہ اس کا رنگ گہرا سیاہ تھا عمرو
 کو اس بات کا احساس تک بھی نہ ہوا تھا کہ یہ پرندہ کب
 اس کے کندھے پر آ بیٹھا ہے۔

”اے مگر تم کون ہو۔“ عمرو نے چونک کر حیرت

”یا اہلی یہ میں کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ غالباً بھرے لہجے میں کہا۔

اسی موقع کے لئے بزرگوں نے کہا تھا کہ آہیل مجھے مار ”میں چڑا شہزادہ ہوں۔ میرا نام فرداں ہے۔“ چڑے
 بوہند واقعی میں احمق ہوں۔ اگر وہ موتی نقلی تھے تو مجھے نے فوراً کہا۔

کی ضرورت تھی کہ ان کی حقیقت بتاتا پھروں۔ ہونہر۔ اب ”فرداں۔ چڑا شہزادہ۔ کیا مطلب۔“ یہ کیا نام ہوا؟
 میں کیا کروں۔ کہاں سے تلاش کروں ان موتیوں کو۔ عمرو حیرت سے بولا۔

نیچے سے باہر آ کر عمرو نے آسمان کی جانب دیکھتے ہوئے ”یہاں سے جنگل کی طرف چلو۔ میں تمہیں نہ صرف
 بے چارگی کے عالم میں کہا۔

”ہی۔ ہی۔ ہی۔ بس اتنی سے بات گھبرا گئے۔ اسیا چڑے نے کہا اور عمرو نے سر ہلا کر اثبات میں حجاب
 موشال دیوی کے آنسو حاصل کرنا کوشی مشکل بات ہے۔ کیا۔

ہاں اصل مسئلہ چڑیوں کی رانی کی موتی تک پہنچنے کا۔ ”تو چلو پھر۔“ چڑے نے کہا اور عمرو وہاں سے
 اگر تم کسی طرح چڑی کی موتی حاصل کرو تو تم دو توہن دیا۔ اس نے پہلے اصطبل سے اپنا گھوڑا نکالا اور اس
 دو لاکھ موتی حاصل کر سکتے ہو۔ اور وہ بھی بالکل اسرار ہو کر جنگل کی طرف بڑھنے لگا۔ سیاہ چڑا عمرو کے

ساخت اور مہربانی کے چرچے پورے پرستان میں پھیلے ہوئے تھے۔ پرستان کا ہر فرد اُسے نہایت عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ خود پرستان کے بادشاہ نے بھی اسے اپنی بیٹی بنا رکھا تھا۔ اس نے موشال پری، پرستان میں، موشال دیوی اور پری رانی کے نام سے مشہور تھی۔

پری رانی پرستان میں موجود لاکھوں خوبصورت پریوں میں سے ایک تھی۔ میری پری کو رنگ برنگے پھولوں سے بیحد محبت تھی۔ اس نے اپنے محل کے ارد گرد بہت بڑا باغ بنا رکھا تھا۔ جس میں اس نے دنیا جہان کے رنگ رنگ اور نہایت خوبصورت پھول کھلا رکھے تھے جن کی مسحور کن خوشبو پورے پرستان کو مسحور کئے رکھتی۔ جو بھی ہمارے باغ کو دیکھ لیتا تعریف کئے بغیر نہ رہتا۔ ایک دن ایک بوڑھی پری جو میری بیوی سے نہ جانے کیوں بے حد جلتی تھی اور اس کی خوبصورتی پر حسد کرتی تھی۔ وہ ہمارے باغ میں آئی اس نے باغ کا کوئی کونا دیکھ کر ناک مسموم چڑایا اور باغ کو بڑا جھلا کہنے لگی۔

”ہو نہہ۔ یہ کوئی باغ ہے۔ خواہ مخواہ اس اُجاڑ اور بیابان جنگلی پودوں کے چرچے پھیلے ہوئے ہیں؟ اس نے بڑا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

اوپر پرواز کر رہا تھا۔ عمرو کسی گہری سوتج میں گھویا ہوا نظر آ رہا تھا۔ بہر حال وہ دونوں جنگل میں پہنچ گئے تو عمرو نے گھوڑے کو وہیں گھاس چرنے کے لئے کھلا چھوڑ دیا۔ اور خود ایک صاف جگہ پر بیٹھا۔ سیاہ چڑا اڑتا ہوا دوبارہ اس کے کندھے پر بیٹھ گیا۔

”ہاں میرے شہزادے۔ اب بتاؤ اصل میں تم کون ہو۔ اور یہ موشال دیوی، یعنی پریوں کی رانی کی مورتی کون ہے اور وہ اس وقت ہے کہاں؟ عمرو نے اطمینان سے بیٹھ کر بڑے کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ ”دوست۔ جیسا کہ میں نہیں بتا چکا ہوں کہ میرا نام فروزان ہے۔ اصل میں میں ایک پری زاد ہوں۔ اس سے قبل میرے اپنے اصل روپ میں تھا۔ مجھے اس روپ میں پہچاننے والا ایک غبیٹ جادوگر ہے جس کا نام حاتم جادوگر ہے۔

”حاتم جادوگر۔ کیا مطلب۔ مگر اس کی تہائے ساتھ کیا دشمنی تھی۔“ عمرو نے چونک کر کہا۔

”عمرو موشال دیوی اصل میں میری بیوی ہے۔“ دونوں میاں بیوی پرستان کی سرحد پر موجود محل میں نہایت اطمینان کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ میری بیوی موشال پری ایک نہایت رحمدل اور نیک تھی۔ اس کے

ثانی نہیں رکھتے۔ وہ پھول جلباش کہلاتے ہیں دیکھنے میں تو خوبصورت ہیں ہی مگر ان کی خوشبو اس قدر سحر انگیز ہے اور اتنی دلنریب ہے کہ سونگھنے والا کئی دنوں تک خود کو ہشاش بشاش تصور کرتا ہے وہاں ہزاروں لاکھوں جلباش پھول کھلے ہوئے ہیں۔ ہم ان پھولوں کی خوشبو کا اندازہ اس بات سے لگاؤ کہ اگر ان میں سے ایک پھول بھی توڑ کر پرستان کے کسی کونے میں دفن کر دیا جائے تب بھی سارے کا سارا پرستان اس پھول کی خوشبو سے مہکتا رہے۔ ”بوڑھی پری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ — یہ تو نہایت شاندار پھول ہوگا۔ واقعی موشال دیوی تمہارے اس حسین باغ میں کم از کم ایک آدھ جلباش پھول ضرور ہوتا چاہیے۔“ ایک پری نے خوشی سے تالی بجاتے ہوئے کہا۔ اور وہاں یہ موجود سب ہی اس کی تائید کرنے لگے۔

”ہاں — میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔ میں آپ سب سے وعدہ کرتی ہوں کہ دو دن کے اندر اندر آپ جلباش پھول کو یہاں دیکھیں گے۔“ موشال دیوی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ اور ایک نہیں میں ہزاروں پھول یہاں کھلا دوں گی۔

ہم دونوں اتفاق سے اس بوڑھی پری کے قریب ہی کھڑے تھے مجھے اور میری بیوی کو بوڑھی پری کی یہ بات بچہ ناگوار گزری۔ آس پاس دوسرے پرندہ اور پریاں بھی اس کی بات سُن کر چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگے تھے۔

”اس قدر حسین اور خوبصورت باغ آپ کو اُچار اذبیان نظر آتا ہے۔ اتنا پری آپ کا دماغ تو ٹھیک ہے۔ ارے اس جیسا باغ پورے پرستان میں نہیں ہے۔ اور آپ ان خوبصورت پھولوں کو جنگلی پودے کہہ رہی ہیں۔“ ایک پری نے کہا اُڈ بوڑھی پری اس کی بات سُن کر ہنس پڑی۔

”تو اور کیا۔ یہ جنگلی پودے نہیں ہیں تو اور کیا ہیں۔ ارے ان کی بدبو سے تو میرا دم گھٹا جا رہا ہے۔ تم نے جلباش کا باغ نہیں دیکھا۔ اگر تم جلباش کے باغ میں گئی ہوتیں تب تمہیں پتہ چلا کہ باغ کسے کہتے ہیں۔ وہاں کا ایک ایک پھول انتہائی حسین ہے۔“ بوڑھی پری نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”جلباش باغ — دنیا کے سب سے بڑے جادوگر حاکم کا باغ ہے۔ اس باغ میں کھلنے والے پیل بوٹے پوری دُنیا میں انوکھے اور خوبصورت ہیں۔ خاص طور پر وہاں پر کھلے ہوئے چھوٹے چھوٹے نیلے رنگ کے پھول تو اپنا

اس کی بات سن کر بوڑھی پرچی اچانک زور سے ہنس کھے تو اس کا بدن یکلخت جل کر کوئلہ بن جائے گا میرا پڑی۔ سب اُس کی طرف متوجہ ہو گئے۔
 ”آپ کو کیا ہوا اماں پرچی۔ اب کیوں ہنس رہی ہو؟“ میں چھوٹے سے بیابان اور ان جنگلی پودوں میں ہی رہو۔ اس موشال دیوی نے حیران ہو کر پوچھا۔
 پھول کا حاصل کرنا تمہارے لئے مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن

”موشال دیوی، تمہاری امتحانہ باتوں پر۔ تم ہزاروں میں ہے۔“
 تو دُور کی بات ہے اس باغ میں ایک پھول بھی نہیں بڑھتا ہے عیارانہ لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ صاف طور پر کھلا سکو گی۔ بوڑھی پرچی نے ہنسنے ہوئے کہا۔
 ”کیا مطلب۔ وہ کیوں؟“ سب چونک کر اس کی جانب رہتی ہے۔
 دیکھنے لگے

”وہ باغ حاکم جادوگر کا ہے اور وہ کوئی عام جادوگر نے آپ سبھی کے سامنے دمدہ کیا ہے۔ اور آپ کو علم ہے نہیں ہے وہ بے حد ظالم اور خطرناک جادوگر ہے۔ وہ کہ میں جو دمدہ کرتوں اُسے ہر صورت میں پورا کرتی ہوں اپنے علاوہ ہر انسان ہر دوسرے جاندار سے بے حد نفرت کرتا ہے اور ایک لمحے کے لئے بھی کسی دوسرے کا وجود برداشت نہیں کرتا اُسے خاص طور پر اپنے اس باغ سے عید محبت ہے۔ وہ اس باغ میں ایک معمولی سی جیونٹی کو بھی گھسنے نہیں دیتا۔ پھر تم اس کے باغ سے پھول کس طرح لادو گی۔ اُس نے نہ صرف اپنے باغ بلکہ اپنے محل کے گرد ایسے ایسے جادوئی حصار قائم کر رکھے ہیں کہ اگر کوئی حاکم جادوگر کی مرضی کے بغیر اس حصار میں قدم

”ہونہر۔ مگر بیگم۔“ میں نے اُسے سمجھانا چاہا۔
 ”اگر مگر نہیں۔ اگر آپ میرا ساتھ نہیں دیں گے تو

آتے ہی میں پریشان ہو گیا۔ اور بھاگتا ہوا اپنے محل کے ایک مخصوص کمرے میں آیا جہاں ایک طلسمی حوض بنا ہوا تھا۔ میں نے حوض سے کہا کہ جلد سے جلد بتاؤ کہ پری رانی کہاں ہے۔ اور وہ کس حال میں ہے۔ اسی وقت حوض میں موجود پانی میں بلبل ہوئی اور پانی پر دھند چھانے لگی۔ کچھ دیر میں حوض کا پانی آئینہ سامری کی مانند ردشس ہوتا چلا گیا۔ روشن پانی میں نظر پڑتے ہی میں حیرت اور خوف سے بڑی طرح سے اچھل پڑا۔

ایک بہت بڑے میدان میں خونکاک شکل والے انسانوں نے پری رانی کو اپنے گھیرے میں لیا ہوا تھا۔ اور وہ تلواروں سے پری رانی پر خونکاک حملے کر رہے تھے۔ پری رانی کے ہاتھ میں بھی ایک تلوار تھی۔ جس سے وہ نہایت پھرتی اور تیز رفتاری سے ان خونکاک شکل والے انسان پرانی کی توقع سے بے حد تیز اور جارحانہ انداز میں اس پر حملہ آور ہو رہے تھے اور انہوں نے پری رانی کو خاصا زخمی کر دیا تھا۔ پھر پری رانی لڑتے لڑتے شاید تھک گئی اور وہ ٹھحال ہو کر گر گئی۔ اس وقت جب کہ خونکاک انسان اپنی تلواروں سے پری رانی کے بدن کے چھوٹے اڑا دیتے کہ اچانک فضا

کوئی بات نہیں میں اکیلی ہی پھول حاصل کرنے چلی جاؤں گی۔ اور دیکھوں گی وہ ظالم جادوگر میرا راستہ کس طرح سے روکتا ہے؟

وہ فیصلہ کن لمحے میں بولی۔ میں اُسے بار بار سمجھاتا ہوں مگر نہ جانے کیوں جہلاش پھول حاصل کرنے کا خیال اس کے ذہن میں جڑ پکڑ گیا تھا۔ اس نے قسم کھالی تھی کہ جب تک وہ حاکم جادوگر کے باغ سے جہلاش پھول لے آئے گی تب تک وہ کچھ نہ کھائے گی نہ پئے گی ہر حال میں خاموش رہا۔ کہ شاید دو چار دنوں بعد اس کا ذہن بدل جائے اور وہ خود ہی جہلاش پھول کو بھول جائے۔ مگر میری یہ بھول تھی۔ میں نہیں جانتا تھا کہ وہ اندر ہی اندر جہلاش پھول حاصل کرنے کے لئے کیسے کیسے منصوبے بنا رہی ہے ایک روز مجھے علم ہوا کہ مویشال پری گھر سے غائب ہے۔ پہلے تو میں نے کوئی توجہ نہ دی کہ ہو سکتا ہے کسی سہیلی پری کے گھر چلی گئی ہو مگر جب صبح سے شام ہوئی تو میں یحید پریشان ہوا۔ ہر طرف اُسے تلاش کیا مگر اُسے نہ ملتا تھا نہ ہی وہ ملی۔ پھر اچانک مجھے خیال آیا کہ مبادا وہ جہلاش پھول حاصل کرنے حاکم جادوگر کے باغ میں تو نہیں چلی گئی۔ اس خیال

میں ایک خونخاک اور بھیانک شکل والا انسان نمودار ہوا جس نے لمبے ہوتے۔ سیاہ رنگ کا جادو گروں جیسا لباس پہن رکھا تھا۔ "تت — تت تم کون ہو —؟" پری رانی نے نحیف "بھڑو، اس حسین پری کو قتل مت کرو" اس کی واز میں کہا۔ آواز سن کر خونخاک شکلوں والے انسانوں نے اپنے ہاتھ "ہوہنہ مجھے نہیں پہچانا۔ ارے میرا نام حام جادو گر روک لئے۔ اور جادو گر کے اشارے پر دہاں سے غائب ہے۔ پوری دنیا کے جادو گر میرے نام سے لڑتے ہیں جو گئے۔ تب وہ جادو گر زمین پر اتر آیا۔ میری بیوی میرے قبضہ میں ہزاروں جن اور خونخاک بلائیں ہیں" تکلیف کی شدت سے کراہ رہی تھی۔ میرا ذہن غصے کی شدت سے چٹھا جا رہا تھا اور جی چاہتا تھا کہ میں اُدھر جاؤں اور ابھی جا کر اس بد بخت جادو گر کا خاتمہ کر دے۔

دو: جس نے پری رانی کو بُری طرح زخمی کر دیا ہے۔ "ہاں —" حام جادو گر نے مختصر جواب دیا۔ مگر میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کون سی جگہ ہے اور کتنی دُور ہے۔ مجبوراً میں وہیں بیٹھا رہا۔ میں نے حوض میں فرور آئی تھی مگر اُسے پھرنے نہیں۔ میں تم سے وہ پھول دیکھا وہ جادو گر موشال پری کے قریب آیا اور ہنستے اگنا چاہتی تھی۔ مجھے معلوم ہوا تھا کہ تم بے حد رحل ہونے کہنے لگا۔

"کیوں خوبصورت پری، تم ہمارے باغ میں داخل ہونا چاہتے دیتے۔ یہی سوچ کر میں یہاں آئی تھی۔ کہ تم سے چاہتی تھی اور دہاں سے ہمارے پھول چرانا چاہتی تھی۔ ایک آدھ پھول مانگ لوں گی۔ مگر تمہارے محافظوں نے مگر دیکھ لو ہمارے محافظوں نے بردقت تمہاری نیت بھابھ مری بات نہیں سنی اور یکدم مجھ پر حملہ کر دیا۔" لی اور تم پر قابو پا لیا۔ اگر ہم تمہیں نہ بچاتے تو یہاں اس وقت ہر طرف تمہارے گوشت کے ٹوٹھڑے بکھرے "ادھ تو یہ بات تھی۔ خیر اگر تم واقعی جلاش پھول

حاصل کرنا چاہتی ہو تو میں تمہیں وہ پھول ضرور دوں گا حالانکہ وہ پھول میرے لئے بے حد مقدس ہیں۔ میں وہ پھول تو کیا اس کی ایک پتی بھی کسی کو دینا پسند نہیں کرتا۔ مگر۔۔۔ جانے کیا بات ہے کہ مجھے تم پر رحم آ رہا ہے۔“

ادہ۔ لگ کیا واقعی تم مجھے پھول دے دو گے تم مجھے جلاش پھول دے دو گے۔ حایم جادوگر تم واقعی بے حد نیک اور رحیمیل جادوگر ہو۔ تم نے یہ کہہ کر میری بہت بڑی مشکل حل کر دی۔ میں تمہاری بیچہ مشکور رہوں گی حایم۔“

میری بیوی نے فرط سرت سے گلزار ہوتے ہوئے کہا۔ اور حایم جادوگر عیاری سے مسکرا دیا۔
”میں تمہاری خواہش ضرور پوری کروں گا خوبصورت پری۔ مگر میری ایک شرط ہے۔“ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شرط۔۔۔ کیسی شرط۔۔۔ ادہ۔ جلاش پھول کے لئے میں تمہاری ہر شرط ماننے کو تیار ہوں۔ بس تم مجھے جلدی سے وہ پھول لا دو۔ تم نہیں جانتے میں اس پھول کو حاصل کرنے کے لئے کتنی بے تاب ہوں

میری بیوی پھول حاصل کرنے کے لئے دیوانی ہو رہی تھی۔ پہلے میری شرط تو سن لو۔۔۔ میں تمہیں ایک پھول نہیں اس باغ کا ایک ایک پھول دے دوں گا مگر تمہیں اس کے لئے مجھ سے شادی کرنا ہو گی۔

پھر میں تمہیں اس باغ تو کیا اپنے سب سے حسین موتی محل کی بھی رانی بنا دوں گا۔ بولو منظور ہے۔“ وہ خباثت سے مسکرایا۔ اور میری بیوی اپنی جبکہ ساکت رہ گئی۔ اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے حایم جادوگر کی طرف دیکھنے لگی۔ جیسے اس کے دہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی۔ کہ حایم جادوگر اس سے یہ بات بھی کہہ سکتا ہے۔ اس کی بات سن کر غیض و غضب سے میرا خون بھی کھول اٹھا تھا۔ مگر میں مجبور تھا میں کچھ بھی تو نہیں کر سکتا تھا۔

”تت۔۔۔ تت۔۔۔ تم۔۔۔ تم۔۔۔“ وہ بُری طرح ہٹکائی۔
”ہاں۔۔۔ مجھے تم بہت اچھی لگی ہو۔ میں نے آج تک تم جیسی خوبصورت پری نہیں دیکھی۔ اس لئے میں نے تمہیں اپنے محافظوں کے ہاتھوں مرنے سے بچایا ہے حالانکہ میں انسانوں پر ہی اور پرانی زادوں سے بے حد نفرت

کرتا ہوں۔ مگر تمہیں دیکھتے ہی میں نے فیصلہ کر لیا کہ اب میں تمہیں ہر صورت میں اپنے محل کی رانی بناؤں گا۔
 ”تم سے اور میں شادی کروں۔ تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔ شکل دیکھی ہے کبھی تم نے اپنی آئینے میں بدصورت بڑھے۔ میری بیوی کو شاید اس پر شدید غصہ آ گیا۔
 ”کیا کہا۔ تم نے مجھے بدصورت بڑھا کہا۔

ہونہر۔ ابھی میری عمر ہی کیا ہے۔ ابھی تو میں نے جوانی کے میلان میں قدم رکھا ہے۔ میری عمر ابھی صرف پانچو سال ہی تو ہے۔ اور تم مجھے بدصورت بڑھا کہہ رہی ہو۔ اگر تم سے میں نے شادی کا فیصلہ نہ کیا ہوتا یا یہی الفاظ کسی اور نے کہے ہوتے تو میں اسے ایسی بھیانک سزا دیتا کہ وہ ساری عمر اپنی موت پر آنسو بہاتا رہتا۔
 ”حاجم جادوگر نے انتہائی غیصے لہجے میں کہا۔
 ”صاف صاف بتاؤ تم مجھ سے شادی کرو گی یا نہیں؟
 حاجم غرایا۔

”ہرگز نہیں۔ میں تمہاری کمزور اور بھیانک شکل پر ہنسنے کا بھی پسند نہیں کروں گی۔“ وہ جواب غزائی۔ ساتھ ہی اس نے ہاتھ کو ہلکا سا جھٹکا دیا۔ اس کی پانچویں انگلیوں سے آگ کی لہریں نکلیں اور حاجم جادوگر کے سینے سے

نکلئیں۔ حاجم جادوگر کے حلق سے ایک زوردار بیچ نکلی اور وہ کئی فٹ اُچھل کر دور جا گیا۔ موشال دیوی غصے سے انتہائی جارحانہ انداز میں حاجم جادوگر کی طرف بڑھی۔ مگر ٹھیک اسی لمحے فضا میں آلو کی کئی ہوتی ایک گردن نمودار ہوئی۔ اس نے ایک کپہہ ناک بیچ ماری میری بیوی نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔ ٹھیک اسی لمحے آلو کی کئی ہوتی گردن کی آنکھوں سے سبز رنگ کی روشنی نکل کر موشال پری پر پڑنے لگی۔ موشال پری کو ایک زبردست جھٹکا لگا۔ وہ جیسے اپنی جگہ ساکت ہو کر رہ گئی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم سے جان نکلتی جا رہی ہو۔ ساتھ ہی اس نے اپنے جسم کو سکڑتے ہوئے محسوس کیا۔ اور میں حوض میں اسے آنکھیں پھاڑے سکڑتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ گھٹ کر ایک فٹ کے بے جان عجمے میں تبدیل ہو کر رہ گئی۔ اس کا جسم بُری طرح اکڑا ہوا تھا۔ جیسے وہ پتھر کی بنی ہوئی ہو۔ یہ دیکھ کر میرے ہوش دھواسم گم ہو گئے اور میں بُری طرح سے بیچنے چلانے لگا۔
 ”ادہ شوکرال کھوپڑی یہ تم نے کیا کیا۔ اس بد بخت کو تو میں ایک بھیانک موت مارنا چاہتا تھا۔ اس نے

حاجم جادوگر پر وار کیا تھا اور میں اس کی ایک ایک ہڈی جلا کر راکھ کر دینا چاہتا تھا مگر تم نے اسے پتھر کی مورتی بنا دیا۔ اب میں اس سے بدلہ کس طرح سے لوں گا۔ اب تو مجھے جادو دیتا کے اصول کے مطابق اسے نوکان کے کمرے میں رکھنا پڑے گا ورنہ میرا سارا طلسم ختم ہو جائے گا۔“ حاجم جادوگر نے اٹھ کر موشال پری کی مورتی کو اٹھاتے ہوئے نہایت غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں کیا کرتی آقا۔ آپ ہی نے ہدایت دے رکھی تھی کہ اگر کوئی آپ پر کسی قسم کا وار کرے تو میں فوراً اُسے اس حالت میں لے آؤں۔“

کھوپڑی نے کڑکڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہونہ۔ یہ بات میں نے تمہیں عبادوں اور اپنے دشمنوں کے لئے کہی تھی تاکہ کوئی مجھے تک پہنچ نہ سکے۔ ٹھیک ہے یہ سزا بھی اس کے لئے کم نہیں ہے اب یہ ساری زندگی اسی طرح پتھر کی مورتی بنی رہے گی نہ بل جل سکے گی اور نہ ہی بول سکے گی صرف باتیں سُن سکے گی اور سمجھ سکے گی اور اپنی زندگی پر ہمیشہ روتی رہے گی۔“

حاجم جادوگر نے کہا اور زور زور سے قہقہے لگانے لگا۔

میں نے موشال پری کی مورتی کو دیکھا اس کی آنکھوں سے واقعی آنسو نکل رہے تھے وہ واقعی اپنے کئے پر پکھتا رہی تھی۔ اس کے آنسو جو نبی زمین پر گرتے فوراً چمکدار موتی بن جاتے۔

حاجم جادوگر ہنستا ہنستا اچانک چونک پڑا اسکی آنکھیں اچانک اوپر اٹھ گئیں۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے وہ مجھے دیکھ رہا ہو۔

”اچھا تو یہ سب کچھ دیکھ رہے ہو احسن پری ادا۔“ حاجم جادوگر نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا اور میں حیران پریشان رہ گیا۔ اس سے قبل کہ میں کچھ سمجھتا اس نے اچانک تیزی سے اپنے لمبا دے کی جیب سے کوئی چیز نکالی اور ہوا میں اچھال دی۔ ٹھیک اسی لمحے میرے جسم پر زبردست آگ جھڑک اٹھی۔ میں بُری طرح بوکھلا گیا۔ اور آگ بجھانے کے لئے بُری طرح سے لوٹنے لگا۔ مگر جانے وہ کیسی آگ تھی کوشش کے باوجود نہ بجھ سکی۔ تب میں نے حوض میں جھلانگ ڈالی۔ پانی میں گر کر میرا سر زور سے چکرایا اور میں بے ہوش ہو گیا۔ جب آنکھ کھلی تو میں اس سیاہ دنگ کے پرندے میں تبدیل ہو چکا تھا۔ میں حیران

ایک خیال آیا کہ یہ وہی عمرو عیار تو نہیں جس نے ایک مرتبہ پرستان کے عوام پر مہربانی کی تھی اور ان کی جان ناگوں دلو اور ایک غدار پری سے بچائی تھی جس نے پلوے پرستان کا سکون تہس نہس کر رکھا تھا۔ اور عمرو نے نہ صرف اس پری کو بلکہ ناگوں دیو کو کیفر کردار تک پہنچایا تھا۔ اس خیال کے آتے ہی میں نے فیصلہ کر لیا کہ اگر واقعی یہ وہی عمرو عیار ہے تو میں اس عمرو عیار سے ضرور مدد حاصل کروں گا اور اس کے پاس ضرور جاؤں گا۔ چنانچہ میں اُس سوداگر کا پیچھا کرتا ہوا یہاں تک آن پہنچا۔ راستے میں ایک ٹھگ نے اصلی موتیوں کی جگہ نقلی موتی رکھ دیئے۔ اس ٹھگ سے اصلی موتی میں نے چھین لئے اور اس طرح میں چھپ کر تھامری، سوداگر اور امیر حمزہ کی باتیں سنتا رہا۔ اور تم تک پہنچ گیا۔ عمرو عیار ! میں نے ہر بات کھول کر تمہارے سامنے رکھ دی ہے آپ سردار امیر حمزہ کے حکم کو بجا لائیں گے ہی۔ اسی طرح میری زندگی موشال پری کو بھی اس حاکم جادوگر کی قید سے آزاد کروا دیجئے۔ میں زندگی بھر آپ کا احسان نہیں بھولوں گا۔

نہ۔ ناگوں دیو اور غدار پری کے لئے عمرو عیار کا دلچپ کا نام "عمرو اور غدار پری" پڑھئے

پرفشان تھا۔ کہ آخر میرے ساتھ یہ ہو کیا گیا اور یہ پری زاد سے ایک بد صورت پرندہ کس طرح بن گیا سوچ سوچ کر میرا بڑا حال ہو گیا۔ میں ایک عرصے تک ہر طرف جھٹکتا رہا۔ کہ شاید کسی طرح اپنے اصل روپ میں آ جاؤں مگر — یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا عمرو بھدروانہ تنگا ہوں سے اس کی جانب دیکھنے لگا۔

"تہامری باتیں سن کر بہت افسوس ہوا۔" عمرو نے بھدردی سے کہا۔

"میں اُڑتا اُڑتا ایک دن ایک صحرا میں سے گزر رہا تھا تو میری نظر اس سوداگر ابراہیم پر پڑی وہ ایک دوسرے سوداگر سے وہی موتی جو میری موشال پری کے آنسوؤں سے بنے تھے بیچ رہا تھا۔ میں موتی دیکھ کر حیران بھی ہوا اور خوش بھی۔ حیران اس لئے کہ یہ موتی ان کے پاس کیسے آ گئے اور خوش اس لئے کہ میں اپنی بیوی کے ان موتیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں جو آنسو بن کر اس کی آنکھوں سے گرے تھے۔ وہ سوداگر موتی بیچ کر چلا گیا تب مجھے معلوم ہوا کہ یہ سوداگر موتی سردار امیر حمزہ کو دینا چاہتا تھا۔ وہ بار بار کسی عمرو عیار کا نام لے رہا تھا۔ میرے ذہن میں

”ادہ تو یہ بات تھی — تو اصلی موتی تمہارے پاس
ہیں۔ — خیر میں تمہارا یہ کام ضرور پورا کروں گا۔ مگر
اس کے لئے تمہیں وہ موتی مجھے دینا ہوں گے۔“
ادہ ضرور ضرور کیوں نہیں۔ یہ لیجئے: ”پرندے
نے کہا اور ابکائیاں لے کر یکے بعد دیگرے دو نہایت
موتی موتی منہ سے اُگل دیئے جنہیں عمرو نے فوراً
اٹھا لیا اور نہایت مسرت اور جوش بھرے انداز میں انہیں
دیکھنے لگا۔

حاکم جادوگر کی آنکھوں میں خون اُترا ہوا تھا اور وہ
نہایت غیض و غضب بھری نگاہوں سے اپنے سامنے کھڑے
تین دیوؤں کی جانب دیکھ رہا تھا۔ جو نہایت خوف زدہ
انداز میں سر جھکائے کھڑے تھے۔ یہ تینوں دیو عام دیوؤں
سے بے پناہ طاقت ور اور جیم تھے۔ ان کے سروں پر
لمبی لمبی چوٹیاں تھیں اور انہوں نے اپنے ہاتھوں میں کئی
کئی من وزنی گدڑا اٹھا رکھے تھے۔ حاکم جادوگر ان
تینوں دیو کے مقابلے میں بے حد دبلا پتلا اور سوکھا سٹرا
بچہ نظر آتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود تینوں دیو حاکم
جادوگر کے سامنے یوں لرز رہے تھے جیسے ان کے
سامنے موت کھڑی ہو۔

”ہمیں ایک بار معاف کر دیجئے آقا — آئندہ ہم

نے اسی گاشی کا نام سن کر بُری طرح سے گھبرائے ہوئے
 لہجے میں کہا۔ ”تو بتاؤ جلدی کرو“ حاکم جادوگر نے غراتے ہوئے
 کہا۔ ”آقا۔ وہ۔ ہم۔ ہم۔ نوگان کے لئے۔“

دیو نے بتانے کے مُنہ کھولا ہی تھا کہ اچانک ایک
 کڑکتی ہوئی آواز نے اس کی بات کاٹ دی۔
 ”خبردار محافظ دیو۔ اگر تم نے ایک لفظ بھی مُنہ
 سے نکالا۔ تو میں تمہیں جلا کر بھسم کر دوں گا۔“
 اس آواز کو سن کر تینوں دیو اور حاکم جادوگر تیزی
 سے پلٹے اور پھر ان تینوں دیوؤں کے چہرے خوف سے
 مزید بگڑتے چلے گئے۔ اور ان کی آنکھوں میں خوف
 عود کر آیا۔

”اوہ نوگان تم !!“ حاکم جادوگر نے چونکتے ہوئے
 کہا۔ کمرے کے دروازے کے پاس ایک بہت عجیب و غریب
 شکل و صورت والا انسان کھڑا تھا۔ اس کا چہرہ تو انسان کی
 طرح کا تھا مگر اس کا باقی سارا جسم کسی ریکچہ یا بن ماسک کا
 معلوم ہوتا تھا۔ سر سے لے کر پاؤں تک اس کے سارے
 بدن پر سنہرے رنگ کے لمبے لمبے بال تھے اور اس کے

سے ایسی کوئی غلطی سرزد نہیں ہوگی۔ ہم اپنی جگہ
 سے ایک انچ بھی نہیں ہلیں گے۔ ہر وقت باغ کے
 قریب رہیں گے“ ایک دیو نے لذتے ہوئے لہجے
 میں ہاتھ جوڑ کر حاکم جادوگر کی جانب دیکھتے ہوئے
 کہا۔

”وہ تو بعد کی بات ہے۔ پہلے جو میں پوچھ رہا
 ہوں اس کا جواب دو۔ آخر تم تینوں گئے کہاں تھے
 جبکہ میں نے تمہیں سختی سے ہدایات دے رکھی تھیں کہ
 کچھ بھی ہو جائے تم میں سے کوئی ایک بھی باغ کی
 حفاظت چھوڑ کر کہیں نہیں جائے گا۔ پھر تم نے میری
 حکم عدولی کیسے کی۔ اور تینوں ایک ساتھ کہاں گئے
 اور کیوں گئے۔“ دیو جواب دو۔“ حاکم جادوگر نے
 ان کی جانب دیکھ کر شے سے کڑکتے ہوئے کہا۔

”آقا۔ وہ۔ وہ۔ ہم وہ“ وہ دیو ہلکلنے لگا
 ”کیا وہ وہ لگا رکھی ہے۔ جلدی بتاؤ کہاں گئے
 تھے تم تینوں ایک ساتھ۔ نہیں تو میں تم تینوں کو
 ایک ساتھ اسی گاشی کی سزا دوں گا۔ جلدی کرو۔“

”اسی گاشی“ اوہ۔ سن۔ نہیں آقا۔ ہم۔ میں
 میں آپ کو سب کچھ بتا رہا ہوں۔“ دوسرے دیو

بھی جانے کیا بات ہے کہ میرا دل ہر دقت گھبراتا رہتا ہے۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کچھ ہونے والا ہے اور کوئی غیر معمولی ہستی آکر میرے باغ کو اُجاڑنا چاہتی ہے۔ ” ہونہ۔ دہم کا علاج تو کسی کے پاس بھی نہیں ہے۔ تم اس وقت دنیا کے نامی گرامی جادوگر ہو۔ بڑے سے بڑا جادوگر تمہارا نام سن کر سہم جاتا ہے۔ جس قدر جادو تمہارے پاس ہے شاید ہی اس قدر جادو کسی کے پاس ہو پھر بھی تمہارا ذہن بچوں کی سی باتیں سوچتا ہے بعض اوقات تو مجھے بیج بیج تم پر غصہ آنے لگتا ہے۔ کہ میں تم جیسے جادوگر کا دوست کیوں ہوں۔ بہر حال یہ خیال ذہن سے ہمیشہ کے لئے جھٹک دو کہ کوئی تمہیں یا تمہارے باغ کو نقصان پہنچا سکتا ہے کم از کم میرے ہوتے ہوئے تم پر کوئی آنچ نہیں آ سکتی۔ میرا تم سے وعدہ ہے۔ اور میرا وعدہ تم جانتے ہو گس قدر پختہ ہوتا ہے، اسے جادو دیتا بھی توڑنے کی ہمت نہیں کر سکتا۔ ” ریچھنا انسان نے کہا۔

”ادہ۔ بہت بہت شکریہ نوگان۔ تم واقعی میرے سچے دوست ہو مجھے تمہارے وعدے پر پختہ یقین ہے۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر تم کیا کرتے

ہاتھ شیر کے پنجوں کی مانند مضبوط اور تیز دھار ناخنوں والے تھے۔

”ہاں۔ حاکم جادوگر۔ انہیں میں نے اپنے ایک کام کے لئے بھیجا تھا۔“ اس نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ادہ۔ نوگان وہ تو ٹھیک ہے۔ مگر ایسا تمہیں کون سا ضروری کام آن پڑا تھا جس کے لئے تم نے ان تینوں کو ایک ساتھ بھیج دیا۔ تم جانتے نہیں کہ باغ کی رکھوالی کس قدر ضروری ہے اگر کوئی وہاں گھس جاتا تو۔“ حاکم جادوگر نے اس کی جانب دیکھ کر کہا۔

”میں جانتا ہوں۔ مگر میرا کام ہی کچھ ایسا تھا کہ یہ تینوں دیو ہی کر سکتے تھے اور دیے بھی باغ میں کون گھس سکتا ہے۔ ان دیوؤں کے علاوہ بھی تم نے اس کی حفاظت کے لئے سخت ترین بندوبست کر رکھا ہے۔ پھر تمہیں کس سے خطرہ لاحق ہے۔ نوگان نے سر جلاتے ہوئے کہا۔

ادہ۔ تم نہیں جانتے نوگان۔ میں ڈروپک یا بزدل ہرگز نہیں ہوں۔ مگر میری عادت ہے کہ میں اپنے سائے سے بھی محتاط رہتا ہوں۔ یہ ٹھیک ہے کہ جلباش باغ کی حفاظت کے لئے قدم قدم پر طلسمی قوت موجود ہے مگر پھر

”ہاں۔ ہاں بتاؤ۔ تم دُنیا کا کیا بولونا؟“
 ”نہیں۔ دقت آنے پر میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔“
 ”نی الحال میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تم ان تینوں دیوؤں کو میرے تصرف میں دے دو مجھے ان سے بہت کام لینا ہیں۔ تم جلباش باغ کی حفاظت پر دوسرے دیو لگا دو۔“
 ”لوگان نے اس مرتبہ قدمے تلخ لہجے میں کہا۔

”لل۔ لیکن؟“ حاکم ہکلا دیا۔
 ”لیکن دیکھ کچھ نہیں۔ میں نے کہا تھا مجھے ان تینوں کی اشد ضرورت ہے۔ میں انہیں لئے جا رہا ہوں۔“
 ”اؤ میرے ساتھ۔“ لوگان نے پہلے حاکم جادوگر سے پھر تینوں دیوؤں کی جانب دیکھتے ہوئے کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اور تینوں دیو بھی سر جھکا کر اس کے پیچھے ہو گئے۔ جبکہ حاکم جادوگر غصے سے لٹ کاٹ کر رہ گیا۔

پھر رہے ہو۔ اب تک تم اپنے مخصوص کمرے میں ایک ہزار سے زائد پرلوں کے مجھے رکھوا چکے ہو، کئی چن دیو، چڑیلیں اور ہزاروں بونے تمہاری قید میں ہیں۔ آخر کیوں۔ تم ان سب کا کیا کرو گے۔ کچھ مجھے بھی تو بتاؤ۔ آخر میں تمہارا دوست ہوں۔“
 حاکم جادوگر نے کہا۔

”نہیں۔ ابھی نہیں۔ ابھی مجھے ایک خاص چیز کی تلاش ہے۔ جس دقت مجھے وہ چیز مل گئی میرا مقصد پورا ہو جائے گا اور پھر میں تمہیں کیا پوری دُنیا کو بتا دوں گا کہ میں ہزار برسوں سے کیا کر رہا تھا۔“ لوگان نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

مجھے بھی تو بتاؤ آخر وہ کونسی چیز ہے۔ شاید میں تمہاری مدد کر سکوں۔“ حاکم جادوگر بولا۔

”نہیں۔ تم وہ چیز حاصل نہیں کر سکو گے۔ وہ چیز صرف اور صرف ایک ہی انسان لا سکتا ہے۔ مجھے اسی انسان کا انتظار ہے۔ وہ ایک نہ ایک روز یہاں ضرور آئے گا اور پھر وہ مجھے وہ چیز لا دے گا۔ پھر میں دُنیا کا“
 کہتے کہتے اچانک لوگان نے جلدی سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا جیسے غلطی سے کوئی بات کہنے لگا تھا۔

اسکے کہ آخر یہ نوگان ہے کون۔ اور اُس نے
یوڈس، پیریوں، جنوں، صہوتوں اور چڑیلوں وغیرہ کو کیوں
کہہ رکھا ہے۔ اور یہ ان سے کیا چاہتا ہے؟
عمرو نے سوچتے ہوئے انداز میں پوچھا۔

”نہیں عمرو میں یہ بات نہیں جانتا۔ میں تو کیا خود
ابم جادو گر بھی نہیں جانتا۔ اُسے بھی نوگان کے
خصوص کمرے میں جانے کی اجازت نہیں۔ میں نے

”عمرو! میں نے اپنے علم کے ذریعے حاکم جادو گریں بتایا ہے کہ حاکم جادو گر سے زیادہ خطرناک نوگان
اور اس کے دوست نوگان کے متعلق جو معلومات حاصل ہے۔ اس سے ذرا سنبھل کر مقابلہ کرنا۔ کیونکہ وہ پہاڑ
کی تھیں وہ تمہیں بتا دی ہیں۔ اب اُن سے مقابلہ کی سی طاقت رکھتا ہے۔ اس کی طاقت کا اندازہ تم
تمہارا کام ہے۔ تم ان دونوں کو کس طرح مارتے ہو یہ تمہیں بات سے لگا سکتے ہو کہ جب وہ غصے میں
بہتر جانتے ہو۔ میں صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ تمہیں پتا ہے تو بڑے بڑے دیوؤں کو یوں اٹھا کر بیچ
حاکم جادو گر کے محل کا پتہ بتا دوں کہ وہ کہاں رہتا ہے جیسے وہ مٹی کے کھلونے ہوں یا پڑے نہ کہاں
ہے۔“

”ہوں۔ واقعی۔ اب تو اس بد بخت پر سوچ
سیاہ چڑے نے عمرو سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا عمرو کہ ہاتھ ڈالنا بیڑے گا یا عمرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
جو چڑے کی باتیں سن کر گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا عمرو اس پر قابو پانا مشکل ہے۔ اگر یہ ایک
وجہ تھا تو آجائے تو تم دنیا کے مہم سے
بلانے لگا۔

”ٹھیک ہے۔ تم مجھے راستہ بتاؤ۔ باقی میں خود بخود خوش قسمت انسان ہو گے۔ اس انسان کے پاس
ہی سنبھال لوں گا۔ لیکن کیا تم اپنے علم کے ذریعے یہ نہیں کہہ سکتے کہ اگر وہ اپنی دولت تمہیں دے

دے تو یقین جانو اس کی دولت ہے تم پچاس سلطنت
بھی خرید لو تب بھی وہ ختم نہ ہو
سیاہ پڑے نے بتایا اور عمرو خوشی سے اچ
پڑا۔

”اوه — تو یہ بات تم نے پہلے کیوں نہ بتا
واہ اب مزہ آئے گا لڑنے گا۔ اب تو میں اس
بدبخت کو ایسی مار ماروں گا کہ وہ ناک کے راستے
سارا خزانہ نکال کر میرے آگے ڈھیر کر دے گا۔ ب
جلدی بتاؤ حاکم جادوگر کے محل کا راستہ اچھے پری
تاکہ میں جلد سے جلد ان دونوں کو مار کر دنیا
ان کا لوجھ ہلکا کر سکوں۔“

عمرو نے مسرت آمیز لہجے میں کہا۔
”عمرو! اس جنگل سے مشرق کی جانب پچاس کوم
کے فاصلے پر ایک بہت بڑا دیا ہے۔ اس دیا
ہر طرف بڑے بڑے پتے تیرتے رہتے ہیں تم
پتوں میں سے جو سب سے زیادہ تازہ اور سبز ہوا
پر بیٹھ جانا — وہ پتہ تمہیں ایک چھوٹے سے جزیر
میں لے جائے گا۔ اس جزیرے کے عین وسط میں
سرخ رنگ کا ایک بہت بڑا درخت ہے۔ اس درخت

پر سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی چمکدار المی لٹکی ہوئی
ہے۔ اس چمکدار کی آنکھوں کو تم اگر کسی طرح سے
شائع کر دو تو وہ اندھی ہو کر چینی ہوئی اڑ جائے
گی۔ اس سے قبل کہ وہ اڑ جائے تم فوراً اُس کی
لنگوں سے چمٹ جانا وہ تمہیں خود بخود اس جگہ پہنچا
دی گی جہاں حاکم جادوگر کا محل ہے۔“

سیاہ پڑے نے عمرو کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور
عمرو اس کی ایک ایک بات ذہن نشین کرتا چلا گیا۔
”ٹھیک ہے میں ابھی اور اسی وقت سفر پر روانہ
ہو جاتا ہوں۔“ عمرو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”سنجیل کر عمرو — حاکم جادوگر اور نوکان عام انسان
نہیں ہیں۔ گو ان دونوں کی جانیں اپنی کے جسموں میں ہیں
مگر پھر بھی یہ لاکھوں آدمیوں پر اکیلے ہی بھاری ہیں۔
”ہونہ — میرا نام عمرو ہے — دیکھنا تو سہی ان دونوں
دیں کس طرح ٹھکانے لگاتا ہوں۔“

عمرو نے سر جھٹک کر کہا۔ پھر وہ دونوں آپس میں
لحہ دیر باتیں کرتے رہے۔ تب عمرو اپنے گھوڑے کے پاس
گیا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور مشرق کی جانب روانہ
و گیا۔ پری زاد سیاہ پڑا دیں رہ گیا۔

رہے تھے۔ بہر حال عمرو نے پتے کو اٹھایا اور اُسے اٹھا کر دریا میں ڈال دیا۔ پتہ نہایت آسانی سے دریا میں تیرنے لگا۔

عمرو نے دھڑکتے دل کے ساتھ پتے پر پاؤں رکھا۔ اور اس پر چڑھ گیا پہلے تو وہ ڈلگایا مگر پھر فوراً ہی سنبھل گیا۔ اور پتہ خود بخود ایک جانب تیرنے لگا شروع شروع میں اس کی رفتار ہلکی رہی پھر آہستہ آہستہ اس کے تیرنے کی رفتار میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

دریا پر عمرو کا یہ سفر تقریباً بندرہ منٹ تک جاری رہا۔ پھر پتہ عمرو کو لئے ہوئے جزیرے کے کنارے جا لگا۔ جزیرہ زیادہ بڑا نہیں تھا۔ دُور سے ہی عمرو کو جزیرے کے وسط میں ایک بہت بڑا درخت دکھائی دیا۔ جس کا رنگ گہرا سُرخ تھا۔ اس کا تنا جڑیں حتیٰ کہ پتے بھی گہرے سُرخ رنگ کے تھے۔ اور ایک بہت مضبوط شاخ کے ساتھ سیاہ رنگ کی ایک بہت بڑی چمکدار اٹی لٹکی ہوئی تھی۔ چمکدار کی آنکھیں بند تھیں غالباً وہ سو رہی تھی۔ عمرو آہستہ آہستہ چلتا ہوا درخت سے کچھ فاصلے پر آکر رک گیا۔ عمرو کی نگاہیں اس سیاہ چمکدار پر جمی ہوئی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ اُسے درخت کے گرد بنا ہوا سیاہ

عمرو منزلوں پر منزلیں مارتا ہوا آخر کار کئی روز کے سفر کے بعد اس دریا کے کنارے پر پہنچ گیا جس کے متعلق اُسے سیاہ جڑے نے بتایا تھا۔ دریا بے حد وسیع تھا اور اس پر واقعی بے حد بڑے بڑے پتے ہر طرف تیر رہے تھے۔ ان سب پتوں کا رنگ ہلکا سبز یا زرد تھا عمرو کو جڑے کی بات اچھی طرح سے یاد تھی کہ وہ ایسے پتے کو منتخب کرے جو صرف اور صرف سبز رنگ کا ہو۔ کافی دیر تک وہ سبز رنگ کے پتے کو تلاش کرتا رہا۔ مگر اُسے سبز پتہ کہیں دکھائی نہ دیا۔

ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک اس کی پشت سے کوئی چیز آکر زور سے ٹکرائی۔ وہ مشکل گرتے گرتے بچا۔ اس نے پھرتی سے پلٹ کر دیکھا زمین پر ایک بہت بڑا حمال کے برابر سبز رنگ کا پتہ بڑا ہوا تھا۔ سبز پتے کو دیکھ کر عمرو حیران رہ گیا۔ "اوہ تو یہ پتا مجھے اس قدر زور سے لگا تھا" وہ حیرت سے بڑ بڑایا۔ واقعی جس طرح سے یہ پتہ عمرو سے ٹکرایا تھا عمرو کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے کسی نے اُسے زور سے دھول ماری ہو۔ اُس نے سامنے دیکھا دُور سے ہوا کے زور پر بہت سے پتے اڑتے ہوئے اس جانب آ

درخت کے زمین میں دھنٹے ہی زمین دوبارہ
برابر ہو گئی۔ اور عمرو اس درخت سمیت زمین میں
دفن ہو گیا۔ شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

رنگ کا وہ دائرہ دکھائی نہ دیا جو غالباً کسی نے خاص
طور پر وہاں بنا رکھا تھا
عمرو نے زنبیل سے ابراہیمی تیرکھان نکالا اور دیا
تقدموں درخت کی جانب بڑھنے لگا۔ اور اس کا پاؤں
اس ہالے پر پڑ گیا جو وہی اس نے ہالے پر پاؤں
رکھا اسی وقت اچانک اسے ایک زور دار جھٹکا لگا
اور عمرو کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکل گئی اور
وہ اچھل کر درخت کے ساتھ جا کر یوں چٹ گیا جیسے
کسی نے باقاعدہ اس کے جسم پر کیبل ٹھونک کر درخت
سے چپکا دیا ہو۔ اس کے درخت سے چپکتے ہی
سیاہ چمگادڑ اچانک پتھرتی چلاتی ہوئی وہاں
سے اڑ گئی۔

ٹھیک اُسی لمحے زور دار گڑ گڑاہٹ کی آواز
کے ساتھ سُرخ درخت زمین میں دھنٹا چلا گیا
درخت کو زمین میں دھنٹا دیکھ کر عمرو عیاں
کے حلق سے خونخاک چھینیں نکلنے لگیں
درخت آہستہ آہستہ نیچے بیٹھتا چلا گیا اور چند
ہی لمحوں بعد وہاں نہ عمرو تھا اور نہ ہی کہیں اس
عجیب و غریب سُرخ درخت کا نشان۔

مرد بھی تھے اور عورتیں بھی۔ ان تمام انسانوں کی گردنیں کٹی ہوئی تھیں اور ان کی کٹی ہوئی گردنوں سے خون اب تک دھاروں کی صورت میں بہہ رہا تھا۔ اور نیچے موجود بہت بڑے پیالے میں جمع ہو رہا تھا۔ دائیں طرف ایک خاصا بڑا چوڑا تھا اس چوڑے پر سفید رنگ کے ایک بہت بڑے آردھے کا بُت چھن پھیلانے بیٹھا تھا۔ اس آردھے کے ایک کی بجائے بارہ سر تھے اور ان بارہ سرؤں پر سونے اور ہیرے موتیوں سے جڑے تاج جگمگا رہے تھے۔ اس آردھے کے سامنے نوگان سر کے بل کھڑا آنکھیں بند کئے خاصی دیر سے اونچی آواز میں کوئی مंत्र پڑھنے میں مصروف تھا۔ اس کے جسم کا سارا خون سمٹ کر جیسے اس کے چہرے پر آ گیا تھا۔ وہ کافی دیر تک یوں ہی سر کے بل کھڑا ہونٹ ہلاتا رہا۔ پھر اس آنکھیں کھولیں اور تھکا بازی کھا کر سیدھا ہو گیا۔ سیدھا ہوتے ہی وہ آردھے کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ اور سر جھکا کر اور آنکھیں بند کر کے ایک مرتبہ پھر ہونٹ ہلانے لگا۔ یہ عمل صرف چند ہی لمحوں کے لئے جاری رہا۔ پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔

یہ ایک ہالِ مَنا خاصا بڑا کمرہ تھا۔ کمرے میں ہر طرف ایک عجیب سی بو پھیلی ہوئی تھی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی کو زندہ جلایا جا رہا ہو اور یہ بو ان کی جلد کے جلنے کی ہو۔ کمرے میں ہر طرف ہتھکڑی بنی ہوئی چھوٹی چھوٹی موتیاں ایک خاص ترتیب سے رکھی ہوئی تھیں۔ ایک طرف بڑی بڑی بوتلیں موجود تھیں جن میں دھوئیں کی شکل والا خوفناک دیو تھے۔ ان سب دیوؤں کے چہرے پر پریانی کے ساتھ ساتھ غصے کے بھی تاثرات تھے۔ دوسری طرف چھتوں کے ساتھ لمبے لمبے رنگ رہے تھے۔ جن کے سروں سے بہت سے انسانوں کو اٹا لٹکایا گیا تھا۔ ان انسانوں میں کچھ

تمام قوتیں کیسے دے سکتے ہیں؟ اچانک اڑدھ کے منہ سے آواز نکلی۔ اور نوکان کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا وہ جلدی سے سجدے میں گر گیا۔ پھر اُٹھ کر بولا۔

”میں نے آپ کے حکم کے مطابق ہر طرف گم لاگ تلاش کروایا تھا عظیم دیوتا۔ مگر وہ مجھے کہیں نہیں ملا۔ میرے سینکڑوں غلام گم لاگ کی تلاش میں ہیں۔ مگر ابھی تک اس کا کہیں پتہ نہیں چل سکا۔ عظیم دیوتا کیا آپ گم لاگ والی شرط ختم نہیں کر سکتے۔ آپ مجھے وہ تمام قوتیں دے دیں۔ میں قوتیں حاصل کرنے کے بعد آپ کو ہر صورت میں گم لاگ لادوں گا۔ چاہے اس کے لئے مجھے پوری دُنیا کی زمین ہی کیوں نہ ادھیڑنی پڑ جائے؟“

نوکان نے جلدی سے کہا۔

”نہیں نوکان۔ جب تک گم لاگ نہیں آ جاتا۔ تب تک ہم تمہیں وہ سب کچھ نہیں دے سکتے۔ یہ سب کچھ تمہیں گم لاگ کی وجہ سے ہی مل سکتا ہے۔ اگر گم لاگ کے بغیر تم یہ سب چیزیں حاصل کرنے کی کوشش کرو گے تو تمہارا جسم یہ سب کچھ قبول نہیں کر سکے گا اور

”ناگ دیوتا۔ آج مجھے آپ کی عبادت کرتے ہوئے بھ ہزار اُٹھ سو دن ہو چکے ہیں۔ میں نے اتنی طویل مدت میں آپ کے لئے چار ہزار پریوں کے مجھے، گیارہ ہزار انسان اور دو ہزار دیوتوں کو اپنی قید میں کر رکھا ہے۔ آنا؟ اب تو آپ کی دی ہوئی مدت بھی ختم ہو چکی ہے۔ اب مجھے پر مہرانی فرمائیں اور ان تمام دیوتوں، انسانوں اور پریوں کی طاقت نکال کر مجھ میں ڈال دیں۔ تاکہ میں دُنیا کا سب سے زیادہ طاقتور چالاک ہوشیار اور خوبصورت انسان بن جاؤں۔“

نوکان نے بارہ سروں والے اڑدھ کی جانب دیکھتے ہوئے نہایت مودبانہ لہجے میں کہا۔

”ہم تمہیں مبارک باد دیتے ہیں نوکان۔ تم نے واقعی جس قدر ہمت، محنت اور جرات مندی سے ہماری اس قدر طویل اور خطرناک عبادت کی ہے۔

واقعی یہ صرف اور صرف تمہارا ہی کام تھا۔ ہم وعدے کے مطابق تمہیں دیوتوں کی طاقت، انسانوں کی چالاک ہوشیاری اور پریوں کی خوبصورتی ضرور دیں گے۔ مگر۔۔۔ ہمیں تم نے گم لاگ نہیں دیا۔ جب تک تم ہمیں گم لاگ نہیں لا کر دو گے ہم تمہیں یہ

تہارا بدن بھٹ کر دینہ دینہ ہو جائے گا۔ بہتر ہے پہلے گم لاگ حاصل کر لو۔“

”ادہ لیکن ناگ دیتا۔ آپ نے آج تک بتایا نہیں یہ گم لاگ ہے کیا۔ ادہ اسے میں کہاں تلاش کر دوں۔ میں تو اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے جھک گیا ہوں۔“ نوگان نے قدرے جھلاہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

”نوگان! گم لاگ اصل میں ایک نینے رنگ کے پرندے کا نام ہے۔ یہ پرندہ میں تو ایک چڑیا جیسا ہے مگر اس کی شکل انسانوں جیسی ہے۔ گم لاگ پرندہ ہر وقت منہ سے سفید رنگ کی جھاگ اگھتا رہتا ہے اور اس کی عادت ہے کہ وہ زمین کی تہہ میں رہتا ہے اس کی جھاگ میں اس قدر طاقت ہے کہ وہ بڑی بڑی فولادی چٹانوں میں بھی سوراخ ڈال دیتا ہے۔ اب کوئی اس کا ایک ٹھکانا تو ہوتا نہیں کہ ہم نہیں بتا سکیں کہ وہ تمہیں کہاں ملے گا۔ اس لئے تم اس کی تلاش جاری رکھو جو بہی وہ تمہیں کہیں نظر آئے اُسے فوراً پکڑ کر ہمارے پاس لے آؤ۔ ہم اُسے کھائیں گے تو ہمارا سارا بدن اصل حالت میں آ جائے گا۔ جو بہی ہمیں اصل بدن

حاصل ہو گا ہم انسانی خون کے پیالے میں جا کر تمہیں تہادی خواہش کے مطابق تمام چیزیں دے دیں گے اور تم دنیا کے سب سے زیادہ طاقت ور اور خوبصورت ترین انسان بن جاؤ گے۔ کوئی تمہارا مقابلہ کرنے والا نہ ہو گا۔“

ناگ دیتا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہونہ۔ اب میں اس بد بخت گم لاگ کو کہاں تلاش کروں؟“ وہ منکارہ بھر کر بڑبڑایا۔

”ٹھیک ہے عظیم ناگ دیتا میں گم لاگ کی تلاش تیز تر کر دیتا ہوں۔ اور اب اُسے ہر صورت میں ڈھونڈ کر آپ کے پاس لاؤں گا۔ ہر صورت میں اُس نے پُر جوش لہجے میں کہا۔

”ہاں ہم تمہارا انتظار کریں گے۔ اب جاؤ۔ ہمیں یہاں ناگ دیتا طلب فرما رہے ہیں؟“

ناگ دیتا نے کہا اور دوسرے ہی لمحے وہاں سے ناگ دیتا کا بارہ سروں والا بُت غائب ہو گیا تب نوگان ایک گہری سانس لے کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ پریشانی اور گہری سوتح کی پرچھائیاں لہرا رہی تھیں۔ اچانک وہ بُری طرح سے

کی آنکھوں سے اپنی بے بسی پر بے اختیار آنسو نکلے
 ہٹ ہٹا پٹ اس کے قدموں کے پاس گرنے لگے
 سے خود پر بے پناہ غصہ آ رہا تھا کہ اس نے جلیباز
 مول حاصل کرنے کا لالچ کیوں کیا۔ اب ظاہر ہے
 اسے لالچ ہی کی سزا مل رہی تھی۔

چونک بڑا۔۔۔ اس کے چہرے پر شدید کھنچاؤ آ گیا
 آنکھیں کھڑکیں گئیں۔ اسے ایک نکت یوں محسوس ہوا جیسے
 اس کے مخصوص کمرے میں کوئی اور بھی ہے۔
 گہری نگاہوں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اسی وقت
 اچانک ایک بہت بڑی بوتل جس میں ایک ذیو بندہ
 اس کے عقب سے سفید رنگ کی ایک تتلی نکلی اور تیزی
 سے اڑ کر دروازے کی جانب بڑھتی چلی گئی۔ تتلی
 کو دیکھ کر نوکان بُری طرح سے چونک پڑا۔ تتلی دروازے
 سے نکلانی تو اس کے گرد دھواں پھیل گیا اور
 دوسرے ہی لمحے تتلی وہاں سے غائب ہو گئی۔
 ”اوہ حاکم جادو گر۔ تم۔ تم نے مجھے دھوکا دیا
 اور تتلی کے روپ میں چھپ کر میرا راز جان لیا۔ اوہ۔
 یہ بہت بُرا ہوا۔ بہت ہی بُرا۔“
 وہ حلق کے بل غرایا۔ پھر وہ اپنی جگہ تیزی سے
 گھوما دوسرے ہی لمحے وہ بھی وہاں سے غائب ہو
 گیا۔

پیریوں کی مورتیوں میں ایک جانب موشال پیری
 کی مورتی بھی پڑی تھی۔ وہ بھی یہ سب کچھ دیکھ
 رہی تھی۔ جو اپنی نوکان گھوم کر وہاں سے غائب ہوا۔

و کے ساتھ ہوا کیا اور وہ درخت کے ساتھ کیوں
لٹ گیا اور یہ درخت اُسے کہاں لئے جا رہا ہے۔
پانک درخت ایک زور دار جھکے سے رک گیا درخت
لٹنے کی وجہ سے عمرو کو بھی جھٹکا لگا اور وہ درخت
سے نیچے گر پڑا، ہر طرف گہری تاریکی مٹھی کہ ہاتھ کو ہاتھ
محسوس نہیں دے رہا تھا۔ عمرو پریشانی کے عالم میں
اپنی دیر تک بلوہنی پڑا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ

عمرو عیار کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا ہوا اور وہ ابھی تک درخت سے چپکا ہوا تھا۔ درخت اب
تیز رفتاری سے اسے لئے نیچے ہی نیچے اترتا جا رہا
عمرو اندھیرے میں بُری طرح سے بیچھ رہا تھا۔ اسے
طور پر اپنی موت کا یقین ہو چکا تھا۔ اس کا خیال
کہ وہ اب ہمیشہ کے لئے زمین میں دفن ہو جائے
اور یہاں اُسے بچانے والا کوئی نہیں آئے گا۔ موت
خیال آتے ہی اُس کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ
کہ وہ کس طرح گمنامی کی موت مر رہا ہے۔ جو
قیامت تک کوئی اس کی لاش بھی تلاش نہ کر سکے
اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ آخر یہ معاملہ کیا۔
وہ تو سیاہ چمکاڑ کی آنکھوں کا نشانہ لے رہا تھا

”عمرو! تم سے بہت بُری غلطی سرزد ہوئی تھی تمہیں
لم از کم درخت کے گرد کھینچا ہوا ہالہ تو دیکھ لینا
پاچھے تھا۔ تمہاری ذرا سی غفلت تمہیں اندھے کنویں
میں لے آئی ہے۔ اب یہاں سے تنہا نکلنا بہت
 مشکل ہے۔ بہت مشکل ہے۔ سُرخ درخت ہمیشہ
مے لئے زمین میں دفن ہو گیا اور اس کے ساتھ
نم بھی۔ اب تم یہاں سے کبھی نہیں نکل سکو گے
اور۔۔۔ ہمیں تم بھوکے پیاسے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاؤ
مے۔۔۔ اُف، کاش تم سے غلطی سرزد نہ ہوئی

ہوتی، کاشش۔“

”ادہ فروان تم کہاں سے دلول رہے ہو۔ اد
ادہ یہ سب کیا کہہ رہے ہو۔ تم نے مجھے ۱۱
ہلے کے متعلق بتایا ہی نہیں تھا اس میں میرا کیا قصہ
عمرو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔
”ہاں مجھ سے بھی غلطی ہوئی تھی۔ بہر حال
عمرو مجھے بے حد افسوس ہے کہ تم میری وجہ سے
موت کے منہ میں پہنچ گئے۔ میں سخت شرمندہ
عمرو کہ میں تمہاری اب کوئی مدد نہیں کر سکتا۔
مجھے معاف کر دینا دوست۔“ چڑے کی آواز سنائی دی۔
”ادہ۔ تم یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی میں
یہاں سے کبھی نہیں نکل سکتا۔“ عمرو کا رنگ فق ہو گیا
”ہاں میرے دوست میرے بھائی اب تم۔ اب
تم۔ پیری زاد چڑے کی لڑتی ہوئی آواز سنائی دی
اور پھر یک لمحت وہاں گہرا سناٹا پھیل گیا۔
”فردان۔“ فروان۔“ عمرو چلایا مگر پیری زاد
چڑے کی آواز دوبارہ سنائی نہ دی۔ عمرو کافی دیر تک
آوازیں دیتا رہا۔ مگر جب اسے کوئی جواب نہ ملا تو وہ
وہیں سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

”یا الہی یہ میں کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ اب
کیا کروں۔ اس قبر میں سے کس طرح سے باہر نکلوں۔“
پریشانی کے عالم میں بڑبڑانے لگا۔
اچانک اسے چراغ ہیرے کا خیال آیا۔ اس نے سوچا
دیکھنا تو چاہئے کہ یہ کوئی جگہ ہے ہو سکتا ہے
ایک ہیرے کی روشنی میں اسے اس قبر میں سے
لے جانے کا راستہ مل جائے۔ یہ سوچ کر اس نے ذنبیل
پر طلسمی چراغ ہیرا نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ چراغ
بے کے ذنبیل سے نکلتے ہی اچانک ہر طرف تیز
فتی پھیل گئی۔ جیسے وہاں لاکھوں چراغ اگلے روشن
دیئے گئے ہوں۔ ایک لمحے کے لئے عمرو کی آنکھیں
چندھیا گئیں مگر جلد ہی اس کی آنکھیں دیکھنے کے
ل ہو گئیں۔ اسی وقت ایک تیز اور کرکٹنی ہوئی
اور اس کی سماعت سے ٹکرائی۔
”اسے یہ روشنی کس نے کی ہے۔ جلدی بند کرو
میں۔“ میری آنکھیں خراب ہو رہی ہیں۔
ن ہو تم۔“ آواز گو بے حد باریک تھی مگر اس میں
پناہ غصہ تھا۔ عمرو یہ آواز سن کر بوکھلا گیا اور
ل کر دیکھنے لگا۔ پھر جیسے اس کا دل اچانک اچھل

”نہن۔ نہیں، اندھیرے میں مجھے ڈر لگتا ہے میں روشنی بند نہیں کروں گا“ عمرو نے جلدی سے کہا۔
 ”ہونہہ احمق انسان اگر بند نہیں کر سکتے تو اسے علم تو کرو اورے جلدی کرو۔ کیا میری آنکھیں خراب کرنے کا ارادہ ہے تمہارا؟“ گم لاگ نے غصیلے ہجے میں کہا۔
 ”نہیں۔ یہ بات بھی نہیں۔ اچھا یہ لو میں روشنی لم کر دیتا ہوں؟“ عمرو نے کہا اور اس پر ایک پورا ڈال دیا۔ جس کی وجہ سے روشنی کافی حد تک کم ہو گئی۔ لیکن اتنی بھی کم نہیں کہ اُسے کچھ دکھائی ہی نہ دے سکے۔

”ہاں اب ٹھیک ہے۔ اب تم بتاؤ کون ہو اور یہاں کیسے آئے ہو؟“ گم لاگ نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور آنکھیں کھول دیں۔
 ”میں ایک بد نصیب انسان ہوں“

عمرو نے کہا اور یہاں گرنے کے بارے میں تفصیل بتانے لگا۔ اپنے متعلق بتانے کے بعد عمرو نے نے بوجھا اب تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور تمہارا یہ حال کس نے کیا ہے اور تم یہاں کس طرح آئے ہو؟“

کر اس کے حلق میں آچھنسا ہو۔ اس کی نگاہیں ایک بہت بڑے پتھر پر پڑیں۔ جہاں نیلے رنگ کا ایک عجیب غریب پرندہ بیٹھا ہوا تھا پرندہ یوں تو ایک کبوتر کی مانند تھا مگر اس کا سر انسانوں جیسا تھا۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی انسان کا سر کاٹ کر اسے سکیٹر کر اس پرندے کی گردن کے ساتھ چدیا گیا ہو۔ اس انسانی سر والے پرندے کے منہ۔ سفید رنگ کا جھاگ تسلسل کے ساتھ خارج ہو رہا تھا اور جھاگ جس جگہ پتھر پر گر رہا تھا وہاں سبز رنگ کا ہلکا دھواں اٹھ رہا تھا۔ اور اس جگہ ایک گہرا گڑبغا جا رہا تھا۔ پرندے نے شاید تیز روشنی کی د سے آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔

”تنتا۔ تم کون ہو؟“ عمرو نے اس خوفناک پرندے کی جانب دیکھتے ہوئے گہرائے ہوئے ہجے میں کہا۔
 ”میں گم لاگ ہوں۔ اس روشنی کو ختم کرو میری آنکھیں جل رہی ہیں۔ اس لئے جلدی کرو۔“
 انسانی سر والے پرندے گم لاگ نے تقریباً بیچ کر کہا۔

”ہونہر۔ میں پیدائشی طور پر ایسا ہی ہوں۔
میں یہاں خود ہی آیا ہوں۔“
پرندے گم لاگ نے برا سا منہ بناتے ہوئے
کہا۔

”خود آئے ہو۔ اوہ۔ تو۔ تو یہاں سے
نکلنے کا کوئی راستہ ہے۔ کیا میں یہاں سے نکلا
سکتا ہوں؟“ عمرو نے مسرت سے اچھلتے ہوئے
کہا۔

ہاں نکل تو سکتے ہو۔ مگر میں تمہیں یہاں سے
نکالوں گا نہیں۔“

”کیا مطلب۔ کیوں؟“ عمرو نے حیران ہوتے
ہوئے بلاچھا۔

”اس لئے کہ میری غذا انسانی گوشت اور خون ہے
پھر اپنے سامنے ایک انسان کو پا کر بھلا میں اسے
کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔“ گم لاگ نے اپنے نوکیلے
بھیانک دانت نکالتے ہوئے کہا۔ اور عمرو بیخ برخ
اس کے خوفناک دانت دیکھ کر مہرے پاؤں تک
لڑ کر رہ گیا۔

”تم مجھے کھاؤ گے۔ تمہارا دماغ خواب ہے کی

تم ایک چھوٹے سے پرندے ہو۔ میرے ایک ہی ہاتھ
سے تم اس دنیا سے رخصت ہو جاؤ گے۔“ عمرو نے
جی کڑا کر کے کہا۔ اس کی بات پر گم لاگ نے ایک
زور دار ہتھیار مارا۔

”ہا۔ ہا۔ ہا۔ میں ایک چھوٹا سا پرندہ ہوں
ہا۔ ہا۔ ہا۔ یہ دیکھو کیا میں واقعی چھوٹا سا پرندہ ہوں۔“
گم لاگ نے ہنستے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اچانک
اُسے ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے
اُس کا جسم تیزی سے پھینٹا چلا گیا اور وہ ایک
ہاتھی جتنا بڑا ہو گیا۔

اب تو عمرو کا خون خشک ہو گیا۔ وہ دہشت سے
آنکھیں پھاڑے گم لاگ کی جانب دیکھ رہا تھا۔ عمرو
کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے زمین نے اس کے
پاؤں جکڑ لئے ہوں۔ اور اس کا سارا بدن منطوق ہو
کر رہ گیا ہو۔

گم لاگ زرد اور نوکیلے دانت نکوسے حلق سے
خونناک آوازیں نکالتا ہوا عمرو کی جانب بڑھنے لگا۔ لیکن
ابھی اس نے عمرو کی جانب دو تین قدم ہی اٹھائے
ہوں گے کہ اچانک زور دار گڑ گڑاہٹ کی آواز گونجی

اور زمین بُری طرح سے لرزنے لگی۔ پھر ایک زوردار
دھماکا ہوا اور ٹھیک اسی لمحے تین خوفناک تشکوں والے
دیو وہاں نمودار ہوئے گم لاگ اور عمرو عیاران دیوؤں کو
دیکھ کر بُری زور سے چونکے لیکن اس سے قبل کہ
وہ دونوں کچھ سمجھتے، دیوؤں نے ان پر جھٹا مارا اور
اپنے بڑے بڑے ہاتھوں میں دبا کر وہاں سے غائب
ہو گئے۔

حاکم جادوگر کا رنگ فنی ہو رہا تھا اور وہ دیوانوں
کی مانند نہایت تیز رفتاری سے ایک جانب بھاگا چلا جا
رہا تھا۔ وہ بار بار گھبرائی ہوئی نظروں سے پیچھے مڑ مڑ
کر یوں دیکھ رہا تھا جیسے موت اس کا تعاقب کر
رہی ہو۔ اور وہ موت سے بچنے کے لئے میھاگ رہا
ہو۔ اس کا سانس بُری طرح سے پھولا ہوا تھا بھاگتے
بھاگتے اچانک اسے مٹھو کر لگی۔ اس نے سنبھلنے کی کوشش
کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اور وہ مُنہ کے بل
زمین پر آ رہا۔ اگر وہ بروقت دونوں ہتھیلیاں آگے
نہ رکھ دیتا تو یقیناً اس کے چہرے کا بھرتہ بن جاتا
گر تے ہی اُس نے اٹھنے میں دیر نہ لگائی۔ جوہی
وہ سیدھا ہوا بُری طرح سے اُچھل پڑا۔ اس کی

مجھ سے بڑی غلطی ہو گئی۔ میں وعدہ کرتا ہوں آئندہ کبھی جھوٹے سے بھی تمہارے کمرے میں قدم نہیں دوں گا۔

”ہوں۔ تمہیں معاف کر دوں۔ جانتے ہو تم نے کتنی بڑی غلطی کی ہے اگر دیوتا کی نظر تم پر پڑ جاتی تو میرا سارا کیا دھڑا تباہ ہو جاتا۔ اور میری برسوں کی عبادت ایک لمحے میں ضائع ہو جاتی۔ میں تمہیں اپنا سب سے بڑا دوست سمجھتا تھا اور تم پر بے حد اعتماد کرتا تھا۔ مگر آج تم نے یہ حرکت کر کے میرے اعتماد کو دھوکا دیا ہے۔ دل تو چاہتا ہے کہ میں ابھی اور اسی وقت تمہاری گردن دانوں سے چبا ڈالوں۔ مگر نہیں۔ میں ایسا نہیں کر دوں گا۔ کیونکہ میری نظر میں اب بھی تم میرے دوست ہو۔ البتہ میں دیوتا کے اصولوں سے منحرف نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں سامری کے چیلوں کی کھوپڑیاں لایا ہوں یہ تمہاری غلطی کی تمہیں خود ہی سزا دیں گی۔ اگر یہ تمہیں زندہ چھوڑنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ اور اگر یہ تمہیں مار دیں تب بھی ”نوکان نے سی سے لٹی ہوئی کھوپڑیاں ادبھی کرتے ہوئے کہا۔

آنکھوں میں خوف کے سائے لہرنے لگے اس کے سامنے نوکان خطرناک انداز میں کھڑا اسے کیڑ توڑ لگا ہوں سے گھور رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک باریک سی رسی تھی۔ جس کے سرے پر دو انسانی کھوپڑیاں بندھ ہوئی تھیں۔

”نن۔ نوکان۔ تت۔ تم۔“ جام جادوگر نے بڑی طرح سے ہلکاتے ہوئے پچھے میں کہا۔ کھوپڑیوں کو دیکھ کر اس کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا تو ایک رنگ جا رہا تھا۔

”ہاں میں۔ جام جادوگر! تم کیا سمجھتے تھے کہ تم میرا راز حاصل کر کے یہاں سے پنچ کر نکل جاؤ گے۔ تم بھول گئے تھے کہ میرا نام نوکان ہے اور نوکان دس آنکھیں رکھتا ہے۔ اور اسے ہل پل کی خبر رہتی ہے۔ پھر تم نے اتنی جرأت کیوں کی۔ اور میرے کمرے میں داخل کیوں ہوئے۔“

نوکان نے اس کی جانب دیکھ کر گر جتے ہوئے کہا۔ ”مم۔ مجھ سے بھول ہو گئی۔ میرے دوست

میں بے حد پریشان تھا۔ بس بے خیالی میں تمہارے کمرے میں چلا آیا۔ مم۔ مجھے معاف کر دو نوکان۔“

گئی۔ یہ دیکھ کر حاکم جادوگر کے رہے اوسان بھی جاتے
 رہے۔ بوکھلاہٹ میں اس نے ایک منتر پڑھا اور کھوپڑیوں
 پر چھونکا۔ اس کے منہ سے آگ کا ایک فوارہ سا چھوٹا
 اور دوسرے ہی لمحے دونوں کھوپڑیوں نے آگ پکڑ لی
 آگ لگتے ہی کھوپڑیوں نے اچانک زور دار چیخ ماری
 اور جلتی ہوئی زمین پر جا گئیں۔ دوسرے ہی
 لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا اور دونوں کھوپڑیاں
 یک لخت پھٹ کر ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئیں۔
 ”اوہ۔ یہ تم نے کیا کیا۔ اوہ جادوگر
 تم نے سامری کے چیلوں کو مار دیا۔ اوہ۔ اوہ۔
 یہ بہت بُرا کیا تم نے۔ اب سامری کی روح
 نہیں ہرگز نہیں چھوڑے گی۔“

نوگان نے بُری طرح آنکھیں پھاڑتے ہوئے
 پھٹی ہوئی کھوپڑیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”مجھے بچاؤ نوگان — تمہیں ننگ دیتا کا
 واسطہ — مجھے — بچاؤ — اوہ — یہ مجھ سے کیا ہو
 گیا — میں کیا کروں — اُف“

حاکم جادوگر نے بھی بُری طرح لرزتے ہوئے
 کہا۔ اور وہ دونوں کئی لمحے مابین کھوپڑیوں کے

نہیں نہیں۔ ایسا مت کرو نوگان — سامری کے
 چیلوں کی سزائیں بے حد خوفناک ہوتی ہیں انہیں
 واپس بھیج دو۔ میں ان کی سزا برداشت نہیں کر سکتا
 گا۔ اس کے بدلے تم جو چاہے مجھے سزا دے دو۔
 مجھے تمہاری ہر سزا قبول ہو گی۔“ حاکم جادوگر —
 کھوپڑیوں کو دیکھ کر لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں سامری کے تہہ خانے سے انہیں خاص طور
 پر نکال کر لایا ہوں حاکم — اور تم جانتے ہو جب
 ایک مرتبہ سامری کے چیلوں کی کھوپڑیاں جس مقصد کے
 لئے نکالی جائیں تو یہ کھوپڑیاں تب تک واپس نہیں
 جاتیں جب تک وہ اپنا مقصد پورا نہیں کر لیتیں۔“
 ”مجھے افسوس ہے تمہیں اب اپنی غلطی کی سزا
 صورت میں بھگتنا ہو گی۔“

نوگان نے دو کھلے لہجے میں کہا اور رسی کو جھٹکا
 دے کر کھوپڑیوں کو فضا میں اچھال دیا۔ دونوں
 کھوپڑیاں رسی کے دونوں کونوں کے ساتھ الگ الگ
 بندھی ہوئی تھیں فضا میں بلند ہو کر وہ تیزی
 سے رسی کے محور پر چکرانے لگیں۔ ان کے تیزی
 سے چکرانے کی وجہ سے سائیں سائیں کی تیز آواز گونجنے

نکڑوں کی جانب دیکھتے رہے۔ کہ اچانک ان کے قریب تین جھلکے ہوئے اور فہمی تینوں دیو ایک ساتھ آن موجود ہوئے۔ ان میں سے ایک دیو نے گم لاگ کو پکڑ رکھا تھا جبکہ دوسرے دیو کے ہاتھ میں عمرو جھول رہا تھا۔ عمرو کے ڈھیلے جسم سے بڑے جلتا تھا کہ جیسے وہ مکمل طور پر بے ہوش تھا۔ ”اوہ۔ تم آگئے۔ ارے واہ یہ تو گم لاگ ہے۔ فہمی گم لاگ جس کی میں کب سے تلاش میں تھا۔ اوہ بہت خوب یہ تمہیں کہاں سے ملا۔“ نوگان نے دیو کے ہاتھ میں پھڑ پھڑاتے ہوئے گم لاگ کو دیکھ کر حیرت اور مسرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

”آقا ہم پہاڑوں، دیاؤں اور سمندر میں آپ کے حکم کے مطابق ایسے پرندے کو تلاش کر رہے تھے جو ہو تو پرندہ مگر اس کی گردن پر کسی آدم زاد کا سر لگا ہوا ہو۔ ہم ایک دریا کے اوپر سے گزر رہے تھے کہ ہم نے دریا کے نیچے زمین کی تہہ میں جھانکا تو ہمیں یہ دکھائی دے گیا۔ اس کے ساتھ ایک آدم زاد تھا۔ ہم فوراً

جن میں اتر گئے اور ان دونوں کو کھینچ کر لے آئے۔ ہم دیو نے نہایت مودبانہ لہجے میں بتایا۔ آدم زاد — اوہ — کون ہے یہ؟ نوگان نے ہلک کر عمرو کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ ”ہم نہیں جانتے آقا، ہم اسے اس خیال سے لے آئے کہ ہو سکتا ہے آپ کو اس کی ضرورت پڑ جائے۔“ دوسرے دیو نے مودبانہ انداز میں سر جھکا کر کہا۔

”اوہ۔ ہاں، واقعی ہمیں ایک آدم زاد کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے جب ننگ دیوتا آدم زادوں کے خون سے بھرے ہوئے پیالے میں غل کیوں توخن لم پڑ جلتے تب یہ آدم زاد کام آئے گا ہم اس کا خون نکال کر پیالے میں ڈال دیں گے۔ بہت خوب ہی تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گا۔ تم نے گم لاگ کو تلاش کر کے میرا بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ لاذ ارے میرے حوالے کر دو لاذ نوگان نے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

”میرا کیا ہو گا۔ نوگان“ حاکم جادوگر ہلکایا ”اوہ۔ حاکم نے سامری کے چیلوں کو مار کر ایک

نوکان کے قدموں میں گرتے ہوئے کہا اور نواگان
یعنی تعریف سن کر اور زیادہ خوش ہو گیا۔ اور اس کا
پھولا ہوا سینہ مزید کئی انچ پھول گیا۔

”ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم
بہت بڑے جادوگر ہو گے میرے پاس تمہارے جیسی
جادو کی زیادہ طاقتیں نہیں ہیں مگر میں چونکہ ناک دیوتا کا
محب سے جیتا اور خاص بیماری ہوں اس لئے مجھے تم پر
فوقیت حاصل ہے۔ میں پہلے تمہیں اپنا دوست سمجھتا
تھا۔ مگر اب کان کھول کر سن لو تم آج سے میرے دوست
نہیں میرے غلام ہو۔ ایک ذریعہ غلام۔ یوں سمجھو کہ میں
نے تمہاری جان بچا کر تمہیں خرید لیا ہے۔ اب تمہیں
میرے اشاروں پر چلنا ہو گا۔ بولو تمہیں منظور ہے۔“
”بالکل۔ بالکل۔ بالکل منظور ہے۔ میں پہلے ہی
تمہارا غلام تھا۔ نوکان، میں تمہارے ہر حکم کی قیبل
کروں گا۔“

حاجم نے نہایت انکساری سے سر جھکاتے ہوئے کہا۔
”شاباش۔ یہ ہوئی نا بات۔ اب جاؤ۔ اور
ہاں سنو۔ اس آدم زاد کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ
جب مجھے اس کی ضرورت محسوس ہوگی۔ تب میں

بہت بڑا جرم کیا ہے اس جرم کی سزا صرف اور صرف
موت ہی ہو سکتی ہے۔ مگر چونکہ اب مجھے گم
مل گیا ہے اس لئے میں بے حد خوش ہوں۔ ا
خوشی میں میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ اور میں ا
جا کر ناک دیوتا سے تمہاری سفارش کرتا ہوں کہ
سدری کی مدد سے درخواست کریں اور تمہاری غلط
صفت مٹ جائے۔ چونکہ تم نے گھبراہٹ میں اور بے خیال
میں گھوپڑیوں کو ملا ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے سام
کی مدد تمہیں معاف کر دے گی۔ جاؤ تم اپنے محل
میں جا کر آرام کرو۔ بے فکر رہو۔ سب ٹھیک
جائے گا۔“ نوکان نے فراضلی سے حاجم جادوگر
معاف کرتے ہوئے کہا اور حاجم جادوگر کا کھلایا ہو
چہرہ تازہ پھول کی طرح کھل اٹھا۔ اس کا چہرہ فرہ
مست سے گلند ہو رہا تھا۔

”ادہ نوکان تم عظیم ہو۔ واقعی تم میرے دوست
ہو۔ اگر تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو اب تک مجھ
عبرت ناک سزا دوا چکا ہوتا۔ تم نے مجھے معاف کر کے
مجھ پر۔ بہت بڑا احسان کیا ہے۔ میں کس مُنہ
تمہارا شکریہ ادا کروں۔“ حاجم جادوگر نے فرطِ مسرت

تم سے اسے منگواؤں گا۔
 نوگلان نے انتہائی غرور بھری لہجے میں کہا اور
 حاکم جادو گر نے سر ہلا دیا۔ اس نے دیو سے
 عمرو کو پکڑا اور اسے کندھے پر ڈال لیا اور تیز
 سے لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا واپس اپنے محل
 جانے لگا۔

ہموش میں آتے ہی عمرو بڑی طرح سے چونک کر
 اُچھل پڑا۔

”یا الہی یہ کیا ماجرا ہے۔ یہ کونسی جگہ ہے۔ اور وہ
 دیو کون تھے جو مجھے اٹھا کر لائے تھے۔ عمرو نے حیرت سے
 چادروں طرف دیکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت ایک
 چھوٹے سے کمرے میں ایک ستون کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ کمرہ
 ہر قسم کے سامان سے عاری تھا۔ کمرے کا ایک ہی دروازہ
 تھا جو کہ بند تھا۔ عمرو کافی دیر تک حیرت سے چادروں طرف
 دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اچانک حلق بھاڑ کر ہچینا شروع کر دیا۔
 ”کوئی ہے۔ اسے یہاں کوئی ہے۔ میری بات سنو
 مجھے یہاں کس لئے لایا گیا ہے۔“

میری بات کہاں مٹے گا۔ میری قسمت میں شاید مٹائی کھانا لکھا ہی نہیں ہے۔“ عرد نے اداس لہجے میں کہا۔
 مٹائی۔ کیا مطلب۔ کس مٹائی کی بات کر رہے ہو؟ کینز چونکی اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک لہرانے لگی۔

”رہنے دو تم مجھے اب کھولنے سے رہیں۔ ظاہر ہے یقیناً مجھے یہاں حاکم جادوگر نے خود باندھا ہوگا پھر تم اس کا جادو کس طرح سے ختم کر سکتی ہو، تم مجھے ایک دو لمحوں کے لئے بھی نہیں کھول سکتیں، اب ظاہر ہے جب تم مجھے کھول ہی نہیں سکتیں تو میں مٹائی تمہیں کیسے دکھا سکتا ہوں۔“ عرد نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔
 ”ارے نہیں، تمہیں یہاں میں نے باندھا ہے حاکم جادوگر نے تمہیں میرے حوالے کر دیا تھا۔ لیکن کیا واقعی تمہارے پاس مٹائی ہے۔“ یا تم جھوٹ بول رہے ہو؟“ کینز نے شکی نگاہوں سے عرد کو گھورتے ہوئے کہا۔

”اگر تمہیں مجھ پر شک ہے تو رہنے دو، میں تمہیں مجبور تو نہیں کر رہا۔“ کہ مجھے تم ضرور کھولو۔ اصل میں میری عادت ہے کہ میں ہر وقت مٹائی کھاتا رہتا

وہ چھینے لگا۔ اس کی آواز کا خاطر خواہ نتیجہ نکلا۔ چند لمحوں بعد دردناک کھلا اور ایک کینز غصے سے بھائی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

”کیا بات ہے کیوں خواہ مخواہ شور مچا رہے ہو؟“ عرد نے طرف دیکھ کر بھینوس اچکائیں۔
 ”یہ کونسی جگہ ہے۔ مجھے یہاں کون لایا ہے، اور تم کون ہو؟“ عرد نے کہا۔

”میں حاکم جادوگر کی کینز ہوں۔ اور تجھے یہاں نوگان کے غلام دیو اٹھا کر لائے ہیں۔ نوگان تمہارا خون مکان چاہتا ہے۔“ کینز نے فوراً جواب دیا۔
 ”حاکم جادوگر۔ نوگان۔ اوہ۔“ عرد یہ دونوں نام سن کر چونک پڑا۔

”نہیں میں حاکم جادوگر کی قید میں ہوں؟“ عرد نے جلدی سے کہا۔
 ”ہاں“ کینز نے فوراً جواب دیا۔

”لیکن۔۔۔ حاکم جادوگر خود کہاں ہے؟“ عرد نے پوچھا۔
 ”وہ اپنے کمرے میں آرام کر رہے ہیں۔ کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو؟“ کینز نے چونک کر پوچھا۔
 ”وہ اصل میں۔۔۔ لیکن جھوٹو۔ وہ آرام کر رہا ہے

ہوں۔ اس لئے میں ہر وقت مٹھائی کے لفافے اپنے ساتھ رکھتا ہوں۔ دیئے کیا تمہیں بھی مٹھائی پسند ہے جو تم یوں بار بار پلو چھ رہی ہو؟“ عمرو نے عیاری سے کہا۔

”نہیں میں مٹھائی ہرگز پسند نہیں کرتی۔ لیکن میں یہاں کئی برسوں سے رہ رہی ہوں۔ باہر کی دنیا میں جانے کا اتفاق ہی نہیں ہوتا۔ اس لئے میں مٹھائی کی شکل و صورت ہی بھول گئی ہوں۔ اگر تم مجھے بھی تھوڑی سی مٹھائی دینے کا وعدہ کرو تو میں تمہیں کھول سکتی ہوں مگر ایک شرط یہ ہے کہ تم مجھے دھوکہ نہیں دو گے۔“ کینز نے بھی عیاری سے کام لیتے ہوئے کہا تاکہ مٹھائی دیکھنے کے پہلے حاصل کر سکے۔

”ٹھیک ہے، بھلا مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں تمہیں دھوکہ دوں۔ میں تو ایک عام سا آدمی ہوں اور تم ایک بہت بڑے جادوگر کی کینز ہو۔ ظاہر ہے تم بھی جادو وغیرہ جانتی ہو گی۔ پھر بھلا میں تمہیں دھوکہ دے کر کہاں جا سکتا ہوں؟“ عمرو نے جلدی سے کہا۔

”ٹھیک ہے — تو پھر آنکھیں بند کرو — میں تمہیں کھول دیتی ہوں۔ مٹھائی کھانے کے بعد میں تمہیں دوبارہ باندھ دوں گی۔“ ٹھیک ہے؟“ کینز نے کہا

”ٹھیک ہے، چلو اسی بہانے آخری مرتبہ مٹھائی تو لیاؤں گا۔ پھر پتہ نہیں فوگان یا حاکم جادوگر میرا کیا حشر رہا ہے۔ میں تمہارا شکریہ گزار رہوں گا۔ اچھی لڑکی تمہاری ہلت میں مرنے سے قبل مٹھائی تو کھا سکا۔“ عمرو نے دینے والے لمحوے میں کہا اور کینز کو اس کی باتوں کا دماغی یقین آ گیا عمرو نے اس کے کہنے پر آنکھیں بند کیں کینز نے اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی اٹھا کر عمرو کی بانگ کی اور انگلی کو ہلکا سا جھٹکا دیا۔ دوسرے ہی لمحے عمرو کے بندھن کھٹے چلے گئے۔

”تم آزاد ہو۔ اب آنکھیں کھولو اور جلدی سے مجھے مٹھائی دو۔ جلدی کرو ایسا نہ ہو کہ آقا حاکم جادوگر اس ریف آ جائے وہ بے حد سخت اور خطرناک جادوگر ہے، تمہارے ساتھ ساتھ مجھے بھی مار دے گا۔“ کینز نے برائے ہوئے لمحوے میں کہا۔

عمرو نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں وہ دل ہی دل میں بہت خوش ہو رہا تھا۔ کہ اس قدر آسانی سے کینز کو بے وقوف بنا لیا۔ لیکن اس نے تہہ سے یہ بات ظاہر نہ ہونے دی۔ اس نے نہایت چھکے لے انداز میں اپنی ذہیل سے ایک لفافہ نکالا اور

کینز کی جانب بڑھا دیا۔

”لو پہلے تم کھا لو، میں بعد میں کھا لوں گا۔“ عمر نے افسردہ لہجے میں کہا اور کینز نے اس کے ہاتھ سے لفافہ جھپٹ لیا۔ اس نے عمرو کی جانب غور سے دیکھا مگر عمرو کے چہرے پر غم اور پریشانی کے تاثر سے وہ مطمئن ہو گئی۔ اس نے لفافے میں ہاتھ ڈال کر مٹھائی کا ایک ٹکڑا نکالا اور منہ میں ڈالنے ہی لگی کہ اچانک اس کے اوپر ایک کھوپڑی نمودار ہوئی۔

”خبردار! ناگوشتی مٹھائی مت کھانا۔ اس میں نہر ہے۔“ یہ شخص تمہیں دھوکہ دے رہا ہے۔“ کھوپڑی نے اچانک چیخ کر کہا اور فوراً غائب ہو گئی۔ کینز کا ہاتھ وہیں کا وہیں رک گیا اس نے آنکھیں پھاڑ کر پہلے مٹھائی کو پھر عمرو کی جانب دیکھا۔

”ادہ تو تم دھوکے سے مارنا چاہتے تھے۔“ ٹھہر د میں ابھی تمہیں مزہ چکھاتی ہوں۔“ کینز نے غصے سے لال پیلی ہوتے ہوئے کہا اور جلدی جلدی منہ میں بڑبڑانے لگی۔ عمرو نے خطرہ سمجھنا شروع کیا۔ اس نے انتہائی سرعت سے زنبیل سے سلیمانی چادر نکالی اور فوراً

اُسے اپنے کندھوں پر ڈال لیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ وہاں سے غائب ہو گیا۔ اُسے غائب ہوتے دیکھ کر کینز ناگوشتی بڑی طرح سے چونک پڑی۔ اس نے بوکھلا کر چاندل طرف دیکھا مگر اُسے عمرو کہیں دکھائی نہ دیا۔ تو وہ تیزی سے پلٹی اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئی دروازہ بند ہوتے دیکھ کر عمرو تیزی سے جھپٹا۔ لیکن اتنی دیر میں دروازہ بند ہو چکا تھا۔ عمرو نے دروازہ کھولنے کی بے حد کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا اس نے سوچا کہ اس سے پہلے کہ وہ پھر کسی نئے خطرے میں گھر جاتے اسے ہر صورت میں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ یہ سوچ اُس نے زنبیل سے سرخ رنگ کی ایک چھوٹی سی گیند نکالی اور دروازے سے غاصدور ہٹ آیا۔ پھر اُس نے دروازے کا نشانہ لے کر پوری قوت سے گیند دروازے پر ماری۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور دروازہ دیوار سمیت دھماکے سے باہر جاگنا۔ اب وہاں ایک بہت بڑا شگاف نظر آ رہا تھا۔ عمرو تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے زمین پر گری ہوئی سرخ گیند اٹھا کر دوبارہ زنبیل میں ڈالی اور تیزی سے باہر کی جانب بھاگنے لگا۔ باہر ایک چھوٹی سی راہداری تھی۔ جو آگے جا کر ایک طرف

گھوم گئی تھی۔ عسرو تیری سے راہداری میں دوڑنے لگا
اُس نے ابھی تک سلیکانی چادر کندھوں سے نہیں اتاری تھی
جوہنی وہ بھاگتا ہوا راہداری میں مرا اسے اچانک چونک
کر رُک جانا پڑا۔ اُس سے کچھ فاصلے پر ایک سیاہ رنگ
کا خوفناک سانپ چھن اٹھائے کھڑا تھا۔ سانپ اپنی
دو شاخہ زبان پھیلاتا ہوا اپنی گول گول آنکھوں سے
عمر کو جانب دیکھ رہا تھا۔ یہی نہیں بلکہ اس سانپ
کے ارد گرد بچھ سات اور بھی سانپ اسی انداز میں
چھن اٹھائے کھڑے تھے۔ جیسے وہ عمر کو دیکھ رہے
ہوں۔“

انہیں دیکھ کر عمر کا خون خوف سے خشک ہو گیا اس
نے پلٹ کر واپس بھاگنا چاہا مگر جوہنی وہ مڑا عین
اسی وقت ان سانپوں کی آنکھوں سے نیلے رنگ کی
باریک باریک شعاعیں نکل کر عمر کے پاؤں پر پڑیں
عمر کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور چیختا ہوا منہ
بل زمین پر گر گیا۔ اسی لمحے وہ سانپ حرکت میں آئے
اور انہوں نے عمر کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ یہ
دیکھ کر عمر کا چہرہ فق ہو گیا اور اسے یوں
محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کسی نے اس کے خون

کا آخری قطرہ بھی بخوڑ لیا ہو۔ اُسے اپنی آنکھوں کے
آگے اندھیرا دکھائی دینے لگا۔ سانپ رینگتے ہوئے
آگے بڑھے۔ ان میں سے ایک سانپ نے عمر کے ایک
ہاتھ کے گرد اپنے بل کے۔ دوسرے سانپ نے دوسرے
ہاتھ کے گرد اسی طرح دو سانپوں نے عمر کی ٹانگیں جکڑ
لیں۔ اور پھر وہ عمر کو زمین پر بُری طرح گھسیٹتے ہوئے
ایک جانب لے جانے لگے۔
”شاباش میرے ناکو! تو تم نے مجرم کو ڈھونڈ لیا اب
ایسا کر دو۔ اسے لے کر میرے کمرے آ جاؤ۔“

ایک تیز آواز عمر کی سماعت سے ٹکرائی اور سانپ
عمر کو تیزی سے گھسیٹتے ہوئے ایک قدم بڑے کمرے
کے دروازے کے قریب لے آئے۔ اُن کے آتے ہی
دروازہ خود بخود کھٹا چلا گیا۔ اور سانپ عمر کو گھسیٹتے ہوئے
اس کمرے میں داخل ہو گئے۔

کمرہ زیادہ بڑا نہیں تھا۔ مگر اسے نفاست اور نہایت
قیمتی سازد سامان سے سجایا گیا تھا۔ کمرے کے وسط
میں ایک بہت بڑا اور خوبصورت یا قوتی تخت بچھا ہوا
تھا جس پر حایم جادوگر نہایت شان و شوکت سے گاؤ تکتے
سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ اُس کے قریب ہی دہی

کینئر جو عمرو کو غائب ہوتا دیکھ کر بھاگ گئی تھی ہاتھ باندھے نہایت مؤدبانہ انداز میں کھڑی تھی۔ سانپوں نے عمرو کو حاکم جادو گر کے تحت کے قریب چھوڑ دیا اور ایک طرف ہو کر کھڑے ہو گئے۔ گھنٹے کی دہ سے عمرو کے کندھوں سے سیلانی چادر اتر چکی تھی۔ اور وہ اس وقت اصل حالت میں حاکم جادو گر کے سامنے بڑا تھا۔ حاکم جادو گر کی خوبی نگاہیں عمرو پر جمی ہوئی تھیں۔

”ہونہ۔ تم کیا سمجھتے تھے احقر! انسان کہ تم کینئر کو دھوکہ دے کر اور کمرے کی دیوار توڑ کر نکل جاؤ گے؟“ حاکم جادو گر نے غصیلہ انداز میں عمرو کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ عمرو نے کوئی جواب نہ دیا۔

وہ اُسے دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ ہونہ ہو یہ ضرور حاکم جادو گر ہے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وہ اس تک تو خدا کی مہربانی سے پہنچ چکا ہے اب وہ اس پر قابو کس طرح سے پائے۔ اب وہ اُٹھ کر اچانک حاکم جادو گر پر حملہ تو کر نہیں سکتا تھا کیونکہ اس کے قریب طلسمی سانپ نہایت چوکنے انداز میں کھڑے تھے اور عمرو کی ذرا سی حرکت پر اُسے نقصان پہنچا سکتے تھے۔ اس کے علاوہ ناگوشتی کینئر کے ہاتھ میں بھی ایک تلوار چمک رہی تھی۔ اور وہ عمرو

و ایسی نگاہوں سے گھور رہی تھی جیسے وہ حاکم جادو گر کے حکم کا انتظار کر رہی ہو۔ اور آگے بڑھ کر ایک ہی جھٹکے سے عمرو کی گردن اس کے تن سے جدا کر دے۔ عمرو نے حاکم جادو گر کی بات کا کوئی جواب نہ دیا تھا۔ زمین پر یوں پڑا ہوا تھا جیسے اس کے بدن سے جان لی گئی ہو۔ بالکل مُردوں کے سے انداز میں وہ لیٹا ہوا۔

اچانک اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی۔ اس نے دہکا کہ اُسے اسی طرح مُردہ انداز میں پڑا رہنا چاہیے۔ اور اگر اسے مُردہ سمجھ لیا تو ہو سکتا ہے اسے دیکھنے کے لئے اس کے قریب آئے۔ جو بھنی وہ قریب آئے گا وہ اس جھپٹ پڑے گا۔ اور اسے کسی نہ کسی طرح سے قابو کر لے گا۔ چنانچہ یہ سوچ کر اس نے سانس تک نہایت دیر سے انداز میں لیٹا شروع کر دیا۔

”اُٹھ کر کھڑے ہو جاؤ بدبخت انسان۔ کاش اگر تم فوکان کے شکار نہ ہوتے تو میں تمہیں اس بات کی ہی سزا دیتا کہ زندگی بھر تم اپنی بے بسی پر ماتم کرتے رہتے۔ اب میں تمہیں صرف اس صورت میں معاف کر سکتا ہوں کہ تم اُٹھ کر میرے قدموں میں جھک جاؤ اور

گڑ گڑا کر مجھ سے اپنی غلطی کی معافی مانگو۔ ہو سکتا ہے میں خوش ہو کر تمہیں معاف کر دوں۔ اُٹھو — جلدی کرو۔ حاکم جادوگر نے پیچھتے ہوئے کہا مگر عمرو کے بدن میں ہلکی سی جنبش بھی نہ ہوئی۔

”اسے یہ کیا۔ ناگوشتی یہ حرکت نہیں کر رہا۔ ذرا اسے دیکھو تو ہسی — کہیں بد بخت مر تو نہیں گیا۔“ حاکم جادوگر نے پریشان ہو کر کہا۔

”جو حکم عالی جاہ! ناگوشتی کینز نے کہا اور عمرو کی طرف بڑھ آئی۔ اور اس نے آگے بڑھ کر عمرو کی نبض ٹٹولی۔ پھر عمرو کی گردن پر ہاتھ رکھا۔

”یہ زندہ ہے آقا — مگر شاید سانپوں اور آب کی دہشت سے یہ بے ہوش ہو چکا ہے۔“ ناگوشتی نے کہا۔

”ہو نہ ہو — میری دہشت سے تو بڑے بڑے دہشت زدہ ہو جاتے ہیں۔ یہ تو معمولی مجھ پر ہے — ٹھیک ہے اس بد بخت کو واپس لے جاؤ اور کسی ایسے کمرے میں بند کرو جس سے یہ دوبارہ بھاگ نہ سکے۔“

حاکم جادوگر نے کہا اور ناگوشتی نے سر ہلا دیا۔ اُس قید وہاں ایک جھانکا ہوا اور ایک دیو نو دار ہوا۔

”ادہ۔ کیا بات ہے شمشاد دیو؟“ حاکم جادوگر اُسے دیکھ کر چونکا۔

”مجھے نوگان نے بھجا ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ جو آدم زاد آپ کے حوالے کیا تھا اُسے ذبح کر کے ان کے پاس بھیج دیا جائے۔“

دیو نے نہایت مودبانہ لہجے میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”ادہ — تو نوگان کو اس کی ضرورت پڑ ہی گئی ٹھیک ہے۔“

ناگوشتی — اس آدم زاد کا گلا کاٹ کر اسے شمشاد دیو کے حوالے کر دو۔“ حاکم جادوگر نے کہا اور ناگوشتی نے اطمینان سے سر ہلا دیا۔ جیسے اس کے لئے یہ نہایت معمولی بات ہو۔

عمرو یہ حکم سن کر بُری طرح سے لرز اٹھا تھا۔ اس کے ذہن میں ایک سخت آندھیاں چلنے لگیں۔ اس نے سوچا کہ اگر اس نے فوراً اپنا بچاؤ نہ کیا تو یقیناً یہ ظالم کینز اُسے قتل کر دے گی۔ مگر وہ پریشان تھا کہ وہ کیا کرے۔ کیونکہ کمرے میں ہر طرف موت کھڑی تھی ایک طرف پھنکارتے ہوئے طلسمی سانپ، دوسری طرف بھیانک شکل

والا دیو۔ پھر حاکم جادوگر اور جلاّد کینز وہ ان سب سے
اپنا بچاؤ کس طرح سے کرے؟
کینز تلوار بلند کئے اس کی طرف بڑھنے لگی اور عمرو
کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔
اچانک اس کے ذہن میں ایک ترکیب بجلی کے
کوندے کی مانند لہرائی اور وہ بُری طرح سے چونک اٹھا۔

ٹھیک اسی وقت جب ناگوشی عمرو کے قریب آئی
عمر کے جسم میں اچانک حرکت پیدا ہوئی۔ اس نے اپنی
دونوں ٹانگیں پوری قوت سے کینز کے پیٹ میں ماریں
کینز اس اچانک حملے کے لئے تیار نہ تھی اس کے حلق
سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ چیختی ہوئی سانبیل پر
جاگری۔ اسی وقت عمرو تیزی سے حرکت میں آیا۔ اس
نے زنبیل سے وہی سُرخ گیند نکالی جس سے اس نے
کمرے کی دیوار توڑی تھی۔ اور اس گیند کو اس نے نہایت
احتیاط سے شمشاد دیو کے منہ کی جانب اچھال دیا۔ جو
حیرت سے غار نما منہ کھولے چیختی ہوئی کینز کو دیکھ رہا
تھا۔ گیند سیدھی اس کے منہ میں گرئی۔ اس نے گہرا کر

جلدی سے مُنہ سے گیند نکالنا چاہی لیکن اسی لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور شمشاد دیو کا سر پھٹ کر سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو گیا اور اس کا بھاری بھر کم جسم زمین پر گر کر بُری طرح سے تڑپنے لگا۔ عمرو تو جیسے بھلی کا بنا ہوا تھا اس نے انتہائی تیز رفتاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے زنبیل کا منہ کھولا اور ناگوشی اور سانپوں کی جانب کر دیا۔

”چلو میری زنبیل میں“ عمرو حلق سے چیخا۔ اُس کا یہ کہنا تھا کہ ناگوشی کینئر اور سانپوں کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر زنبیل کے کھلے ہوئے مُنہ میں گرنے لگے۔ جوہنی وہ سب زنبیل میں غائب ہوئے عمرو پھرتی سے حاکم جادوگر کی جانب گھوما۔ مگر اُسے دیر ہو چکی تھی۔ حاکم جادوگر بھلا اسے اتنا موقع کیسے دے سکتا تھا۔ جوہنی عمرو حاکم جادوگر کی جانب گھوما اسی وقت حاکم جادوگر نے دائیں ہاتھ کی انگلی اٹھا کر اُسے بلکا سا جھٹکا دیا۔ ٹھیک اسی لمحے عمرو کو یوں لگا جیسے اچانک کسی نے پوری قوت سے اس کے سینے پر گزند دے مارا ہو۔ اُس کے مُنہ سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر پوری قوت سے پیچھے دیوار سے

ٹکرایا اور جھومتا ہوا زمین پر آگرا۔ اس سے قبل وہ سنبھلتا اچانک اس کے ارد گرد نیلے رنگ کی بھیلیاں ہلنے لگیں۔ اور عمرو کو یوں لگا جیسے اس کا سارا جسم ایک سخت مفلوج ہو کر رہ گیا ہو اس نے ہلنا چاہا مگر یہ تو درکنار وہ اپنی ایک انگلی کو بھی جنبش نہ دے سکا۔ اس نے چیخنا چاہا مگر جیسے آواز اس کے حلق میں ہی پھنس کر رہ گئی۔

”ہو نہہ — تم انسان نہیں ضرور کسی پھیلا دے کی اولاد ہو۔ میں سوتھ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم اس قدر پھرتیے اور خطرناک ہو سکتے ہو — اور یہ پھیلا —“ آخر اس پھیلے میں کونسی ایسی انوکھی بات ہے جس میں ناگوشی اور میرے ناگ گھس گئے ہیں۔ ضرور یہ کوئی طلسمی پھیلا ہے“ حاکم جادوگر نے انتہائی نفرت سے عمرو کے قریب آئے ہوئے کہا

پھر اس نے زور سے تالی بجائی۔ فوراً ہی اس کے قریب دو خوفناک انسانی کھوپڑیاں نمودار ہوئیں — ان دونوں کھوپڑیوں کے سروں پر ایک ایک دیا جل رہا تھا لہذا ان کی آنکھوں، ناک اور منہ کے سوراخوں سے روشنی کی لہریں نکل رہی تھیں

”چراغ کھڑیو۔ اس مردود انسان کو اٹھا کر نوگان کے مخصوص کمرے میں لے جاؤ۔ جلدی کرو وہ اس کا انتظار کر رہا ہو گا“۔ حایم جادوگر نے کھوپڑی کو دیکھ کر تھکاد لہجے میں کہا۔ اور کھوپڑیاں اس کا سر سننے ہی تیزی سے حرکت میں آئیں۔ انہوں نے غوط لگایا۔ ایک کھوپڑی عمرو کے سر کے ساتھ چبک گئی اور دوسری پیروں کے ساتھ۔ دوسرے ہی لمحے ان کھوپڑیوں کے ساتھ عمرو کا بدن اوپر اٹھنے لگا۔ خاصی بلندی پر آتے ہی وہ دونوں کھوپڑیاں عمرو کو لے کر وہاں سے غائب ہو گئیں۔

”ہونہہ۔“ جس کم جہاں پاک“ عمرو کے غائب ہوتے ہی حایم جادوگر نے نفرت زدہ انداز میں ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا اور واپس اپنے تخت کی جانب بڑھ گیا۔ وہ ابھی تخت پر بیٹھا ہی تھا کہ اچانک سلمے سے زمین شق ہوئی اور ایک چھوٹا سا بونا نمودار ہوا۔ بونے کو دیکھ کر حایم جادوگر چونک پڑا۔

”ادہ۔“ دوشنگ بونے تم؟“ اس بونے کو دیکھ کر حایم جادوگر چونک پڑا۔

”جی آقا۔“ میں آپ کو اطلاع دینے آیا ہوں کہ

لباش باغ کے تمام پھول سوکھنا شروع ہو گئے ہیں۔“ نے نے نہات ادب سے سر جھکا کر جواب دیا۔

”کیا کہا۔ پھول سوکھ رہے ہیں۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟“

حایم جادوگر اس کی بات سن کر حیران رہ گیا۔

”آقا۔ آج دسواں روز ہے آپ نے جلباش باغ کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ باغ میں انسانوں کا خون ہی نہیں ڈالا جا رہا۔ پھر پھول سوکیں گے نہیں تو اور کیا ہو گا۔ باغ کے تینوں دیو جو انسانوں کو پکڑ کر لاتے تھے وہ بھی وہاں سے غائب ہیں۔“

”ادہ۔“ یہ تو بہت بُرا ہوا۔ واقعی میں نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ واقعی ان پھولوں کو تازہ رکھنے کے لئے انسانی خن کی اشد ضرورت ہے۔

اب کیا کیا جائے۔ اتنی جلدی خون کہاں سے لایا جائے تینوں دیوؤں کو کم بخت نوگان نے اپنے کام کے لئے رکھ لیا ہے۔ میں اب خن کا بندوبست کہاں سے کروں؟“ وہ بے تابی سے ماتھا دگر نے لگا۔

اگر آج باغ میں خون نہ ڈالا گیا تو پھول مکمل

طود پر مڑجھا جائیں گے۔ اور اُن پھولوں کے مڑجھانے کا مطلب ہو گا آپ کی آپ کے محل کی مکمل طور پر تباہی۔ آپ نے ان پھولوں میں اپنی جان اور اپنی ساری طلسمی قوتیں پوشیدہ کر کے بہت بڑی غلطی کی آپ کو کوئی اور طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے تھا۔ بونے نے مؤدیانہ لہجے میں کہا۔

”ہوہند۔ یہ وقت ان باتوں کا نہیں مجھے سوچنے دو کہ میں خون کہاں سے حاصل کروں؟“ حاکم جادوگر نے بُرا سا مُنہ بنا کر کہا۔

”آقا۔ اگر اس وقت ایک انسان کا بھی خون باغ میں ڈال دیا جائے تو کافی ہے۔ بعد میں اور انتظام بھی ہو سکتا ہے۔“ بونے نے مشورہ دیا۔

”ایک انسان — اودہ — تم پہلے آ جاتے تو شاید قہار کام بن جاتا۔ میرے پاس ایک انسان تھا اُسے بھی نوگان نے منگوا لیا ہے۔“ اودہ — ٹھہرو میں نوگان سے بات کرتا ہوں۔ تم — یہیں ٹھہرو میں ابھی آیا —“ حاکم جادوگر نے کہا۔ پھر اس نے کچھ پڑھ کر اپنے اوپر پھونکا تو وہ فوراً غائب ہو گیا

عمرو عیار حیرت سے آنکھیں مچاڑے اس عجیب و غریب کمرے کو دیکھ رہا تھا۔ وہاں پر موجود ہر چیز انوکھی تھی۔ خاص طور پر اس کی نگاہیں بڑی بڑی بوتلوں پر جمی ہوئی تھیں۔ جن میں دیودھواں بنے بے چینی سے چکرا رہے تھے۔ — وہ اس وقت نوگان کے مخصوص کمرے میں تھا۔ ابھی تک اس کا جسم فضا میں معلق تھا اور دونوں چہراغ کھوٹیاں ابھی تک اس کے سر اور پاؤں سے چسٹی ہوئی تھیں۔ پیروں کی مورتیاں — دیکھ کر عمرو کو موشال دیوی کا خیال آیا۔ تو وہ چونک کر ان مورتیوں میں موشال پری کی مورتی کو تلاش کرنے لگا۔ جلد ہی

عمر و حیرت کے عالم میں اس کی یہ عجیب و غریب
حرکات دیکھ رہا تھا۔ اسی لمحے اچانک گھونٹے ہوئے ریکھ
نا انسان کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ اچھل کر
پھینٹا ہوا نیچے گر گیا۔ جیسے کسی انہونی طاقت نے
اُسے زور سے دھکا دیا ہو۔

”کون ہے۔ کون بد بخت میری اجازت کے بغیر
میری عبادت میں غل ہوا ہے۔ کس نے مجھے دھکا
دیا ہے۔ سامنے آؤ۔“ ریکھ نا انسان نے اچانک اُٹھ
کر انتہائی غضب ناک لہجے میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے
پوچھ کر کہا۔ غصے کی شدت سے اس کا چہرہ سرخ ہو
رہا تھا۔ اور آنکھوں میں موجود خون کی جیسے چنگاریاں پھوٹنے
لگیں۔ اسی لمحے ریکھ نا انسان کے سامنے چنگاریاں سی
لہرائیں۔ اور ایک جگہ جمع ہو کر سمٹی چلی گئیں۔ اور پھر
دیکھتے ہی دیکھتے ان چنگاریوں نے یک لخت جاہم جادوگر
کا روپ دھار لیا۔

اوہ۔ جاہم۔ تم۔ تم پھر یہاں آ گئے؟ جاہم جادوگر
کو دیکھ کر نوگان نے حیرت اور غصے سے غراتے ہوئے
کہا۔

”ہاں نوگان مجھے ایک بہت بڑی ضرورت نے

اس کی نظر موٹال مورتی پر جم گئی۔ اس مورتی کے
قریب بہت سے خوبصورت موتی جگمگا رہے تھے۔ بالکل
دیے موتی جیسے چڑے شہزادے نے اُسے دیئے تھے
اسے دیکھتے ہی عمرو نے پہچان لیا۔ کہ یہی مورتی موٹال
پری کی ہے۔

اچانک تیز بڑبڑاہٹ کی آواز سن کر اُس نے چونک کر
نظریں گھمائیں پھر وہ ایک جوتے پر ایک عجیب و غریب منظر
دیکھ کر حیران رہ گیا۔ جوتے پر ایک عجیب و غریب
انسان جو انسان کم اور ریکھ زیادہ دکھائی دے رہا تھا
سر کے بل کھڑا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ پھیلا رکھے
تھے اور آہستہ آہستہ اس کا جسم چاروں طرف خود بخود گھوم
رہا تھا۔ وہ آنکھیں بند کئے تیز تیز انداز میں ہونٹ ہلا
رہا تھا۔ اس سے چند قدم کے فاصلے پر وہی انسانی سر
والا پرندہ گم لاگ زمین سے یوں چپکا ہوا تھا جیسے
اسے کیل ٹھونک کر گاڑ دیا گیا ہو۔ ریکھ نا انسان سر
کے بل پہلے تو آہستہ آہستہ گھومتا رہا پھر یک لخت اس
کے گھومنے کی رفتار میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ
وہ اس قدر تیزی سے کسی پھر کی کی مانند گھومنے لگا
کہ اس پر نظریں ٹھہرنا مشکل ہو گیا۔

تہارے پاس آنے پر مجبور کیا ہے۔ میں جانتا ہوں مجھے یہاں دیکھ کر تمہارا خون کھول اٹھا ہو گا۔ مگر میں کیا کروں میں بہت مجبور ہوں۔ اس لئے میں تمہاری مدد لینے آیا ہوں۔“ حاکم جادوگر نے نہایت ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا ”کیسی ضرورت؟“ وہ حلق کے بل غریا۔

”مجھے تمہارا یہ زندہ انسان چاہیئے۔“ حاکم جادوگر نے فضا میں معلق عمرو عیار کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور نوکان چونک پڑا۔

”کیا کہا۔ تمہیں یہ انسان چاہیئے اور وہ بھی زندہ — مگر کیوں؟“

”نوکان۔ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں نے جبلاش میں موجود تمام جبلاش پھولوں میں اپنی طلسمی قوتیں اور اپنی جان پوشیدہ کر رکھی ہے ان طلسمی قوتوں کو پروان چڑھانے اور جبلاش پھولوں کو تروتازہ رکھنے کے لئے انہیں انسانی خون سے سیراب کرنا پڑتا ہے۔ تم نے چونکہ میرے تینوں دیوؤں کو جو انسانی بستیوں سے انسانوں کو لاکر ان کا تازہ خون جبلاش باغ پر چڑھاتے تھے اپنے کام پر لگا دیا تھا جس سے جبلاش باغ پر خون کا پھر کاؤ رک گیا تھا۔ ابھی ابھی کچھ دیر پہلے جبلاش کے محافظ

ہونے نے اطلاع دی ہے کہ میرے باغ کے پھول مرجھانا شروع ہو گئے ہیں۔ اگر اُن پر بروقت انسانی خون کا چھڑکاؤ نہ کیا گیا تو وہ مکلا جائیں گے۔ اور نوکان! ان پھولوں کے مکلانے کا مطلب ہو گا۔ میری موت اور اس سارے عظیم اشان محل اور طلسم کی مکمل طور پر تباہی۔ اب میں اس لئے تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم وہ زندہ انسان میرے حوالے کر دو تو میں اس کا خون باغ میں ڈال دیتا ہوں۔ اس سے وقتی طور پر پھول مرجھانے سے بچ جائیں گے پھر میں اتنے وقفے میں مزید انسان اٹھواؤں گا۔“ حاکم جادوگر نے کہا۔

”ہونہد — مگر مجھے اس انسان کی اشد ضرورت ہے — تم خون کے پیانے کی سطح دیکھ رہے ہو یہ بھرنے سے ایک اینچ کم ہے۔ اگر تم مداخلت نہ کرتے تو ابھی ناگ دیوتا نمودار ہونے والے تھے وہ گم لاگ کو کھا کر اس خون میں نہاتے اور پھر مجھے وہ سب کچھ مل جاتا جس کے لئے میں نے اتنی محنت کی ہے۔“ نوکان نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

”ایک انسان تم بعد میں بھی حاصل کر سکتے ہو۔ فی الحال مجھے جبلاش باغ کو تباہی سے بچانا ہے۔“

حاجم جادوگر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ یہ انسان میں ہمیں کسی صحت میں نہیں لے سکتا۔ میرا وقت ضائع مت کرو۔ ابھی چند لمحوں بعد ناگ دیوتا آنے والے ہیں۔ اگر اس بار وہ ناراض ہو کر چلے لوٹ گئے تو پھر وہ کبھی یہاں نہیں آئیں گے۔ اس لئے تم فوراً یہاں سے نکل جاؤ۔ نوکان نے عزائم ہوئے کہا اور اگر میں یہاں سے چلا گیا تو میں اور یہ سب کچھ فنا ہو جائے گا۔ ہمیں نوکان میں خالی ہاتھ واپس نہیں جاؤں گا۔ محافظ بونا میرا انتظار کر رہا ہے۔ مجھے ہر صورت میں یہ انسان چاہیئے۔“ حاجم جادوگر نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

”تم نوکان کو دھکی دے رہے ہو“ نوکان نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

”اگر تم اسے دھکی سمجھتے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں اس انسان کو لے جا رہا ہوں۔ روک سکتے ہو تو روک لو“ حاجم جادوگر غصیلے لہجے میں بولا۔ پھر وہ فضا میں ملحق عمرو کی جانب گھوما۔

”حاجم جادوگر اس انسان کو چھونے کی کوشش بھی نہ کرنا“ نوکان نے چلاتے ہوئے کہا۔

گو حاجم جادوگر نے جیسے اس کی بات سنی ہی نہیں اس نے انگلی اٹھا کر عمرو عیار کی جانب کی۔ اس کی انگلی سے سفید رنگ کی روشنیاں نکل کر عمرو عیار سے چمٹی ہوئی کھوپڑیوں پر پڑیں دوسرے ہی لمحے دونوں کھوپڑیاں جل کر راکھ ہو گئیں اور عمرو دھب سے گرا۔ جیسے کسی نے اُسے اٹھا کر پیچھے بچ دیا ہو۔ اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی ساتھ ہی اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں زندگی کی لہرس دوڑتی جا رہی ہوں۔ اس نے ہاتھ اٹھایا تو یہ دیکھ کر اُس کا دل خوشی سے جھوم پڑا کہ اس کا مفلوج جسم بالکل ٹھیک ہو چکا ہے۔

”حاجم جادوگر! مجھ سے دشمنی مول لے کر تم اچھا نہیں کر رہے۔ زندگی چاہتے ہو تو یہیں سے واپس لوٹ جاؤ“ نوکان حاجم جادوگر کی طرف دیکھتا ہوا غرایا۔ اس کی بات سن کر حاجم جادوگر اس کی جانب پلٹا۔ پھر یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ نوکان کے ہاتھوں میں وہی کی بڑی بڑی زنجیریں تھیں جن کا رنگ سُرخ ہو رہا تھا۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے ابھی ابھی ان زنجیروں کو دہکتی ہوئی جھٹی سے باہر نکالا گیا ہو۔

نوگان نے حاکم جادوگر کو اپنی جانب مڑتا دیکھ کر ہاتھوں کو زوردار جھٹکا دیا۔ دوسرے ہی لمحے دونوں زنجیریں اُس کے ہاتھ سے نکل کر حاکم جادوگر کی طرف بڑھیں اور انتہائی سرعت سے حاکم جادوگر کے بدن سے پٹنی چلی گئیں۔ مگر حاکم جادوگر بھی تیار تھا جو اپنی سرخ زنجیریں اُس کے جسم سے پٹیں اس نے جسم کو ایک زوردار جھٹکا دیا دوسرے ہی لمحے زنجیروں کی کرپاں ٹوٹ ٹوٹ کر اس کے قدموں میں بکھر گئیں۔ حاکم جادوگر نے نہایت بھرتی سے جیب سے ایک چھوٹا سا پتھر نکالا اور اس نے تیزی سے اس پر کچھ پڑھ کر پھونکا اور انتہائی سرعت سے اُسے نوگان کی جانب اُچھال دیا۔ پتھر اچھلا اور راستے میں وہ تیزی سے بڑا ہو کر کئی من وزنی چٹان میں تبدیل ہو گیا۔ نوگان نے جو چٹان کو اپنی جانب آتے دیکھا تو وہ بجلی کی سی تیزی سے چھلانگ مار کر ایک طرف ہو گیا۔ ساتھ ہی اس نے گھور کر چٹان کی جانب دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے نازخی دنگ کی شعاعیں نکل کر چٹان پر پڑیں دوسرے ہی لمحے ایک زوردار دھماکا ہوا اور چٹان راستے میں ہی پھٹ کر ٹکڑیوں میں تبدیل ہو گئی۔ یہ دیکھ کر حاکم جادوگر

کے غصے کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اُس نے بار بار منہ کھولا اور بند کرنا شروع کر دیا۔ منہ کھلتے ہی آگ کا ایک گولا اس کے منہ سے نکلتا اور نوگان کی طرف بڑھتا مگر نوگان فوراً پھونک مار کر بچھا دیتا۔ ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا انگور کا دانہ نکالا اور اسے پوری قوت سے حاکم جادوگر کی جانب اُچھال دیا انگور کا دانہ حاکم جادوگر کے قدموں کے قریب گرا اور دھماکے سے پھٹ گیا۔ حاکم جادوگر کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر پشت کے بل دُور جا گرا۔ یہ دیکھ کر نوگان نے ایک زوردار ہنقہہ لگایا پھر اس نے دونوں ہاتھ فضا میں لہرائے۔ فوراً ہی جھماکا ہوا اور اس کے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں خنجر آ گیا۔ وہ دونوں ہتھیاروں سے حاکم جادوگر پر دار کرنے کے لئے ہلکا — مگر اسی وقت اس کا پاؤں رپٹ گیا اور وہ برمی طرح لڑکھڑاتا ہوا خون سے بھرے ہونٹے بڑے پیالے پر گرا۔ اس نے بچنا چاہا مگر اس کا ایک ہاتھ پیالے سے اس طرح ٹکرایا کہ پیالہ الٹ گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس میں موجود سارا خون کمرے میں پھیل گیا۔

ٹھیک اسی لمحے بھوتے پر زور دار گرگڑاہٹ کی
آواز گونجی اور دوسرے ناگ دیوتا بھوتے پر ابھرنے لگا

ان دونوں کو جادو سے لڑتے دیکھ کر عرد خوش
ہو گیا۔ اب وہ مکمل طور پر جاق و چوبند تھا۔ اس نے
ادھر اُدھر دیکھا۔ پھر اس کی نظر ایک مرتبہ موشال
پری کی مورتی پر پڑی۔ ان دونوں کو لڑتا دیکھ کر وہ
آہستہ آہستہ موشال مورتی کی طرف کھسنے لگا، پری
کے قریب پہنچ کر اس نے سب سے پہلے اس کے
نہموں میں پڑے ہوئے موتی اٹھا کر زمیں میں ڈالے
ور پھر پری کی مورتی کو اٹھا کر غور سے دیکھنے لگا۔
پھر وہ مورتی اٹھا کر آہستہ آہستہ لوگان اور حاجم جادوگر
کی نظروں سے بچتا ہوا تیزی سے کمرے کے اکلوتے
دروازے کی جانب بڑھنے لگا۔ دروازے کے قریب

کی مورتی کس کی ہے۔ اور اُسے تم نے کہاں سے حاصل کیا ہے۔ ایک دیو نے حیرت اور غصے سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ موشال پری کی مورتی ہے۔ میں اسے نوگان جادوگر کے حکم سے جلباش باغ میں لے جا رہا ہوں۔“ عمرو نے جلدی سے بات بناتے ہوئے کہا۔

”کیا کہا۔ موشال مورتی کو جلباش باغ میں لے جا رہے ہو۔ اور وہ بھی نوگان کے حکم سے۔ تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔“ دوسرے دیو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ ”کیوں۔ بھلا اس میں دماغ چلنے والی کون سی بات ہے۔“ عمرو نے بڑا سائنہ بنانے ہوئے کہا۔

”وہ باغ تو حاکم جادوگر کا ہے۔ اُس باغ میں نوگان خود داخل نہیں ہو سکتا۔ پھر بھلا وہ تمہیں کیسے حکم دے سکتا ہے۔ تم یقیناً جھوٹ بول رہے ہو۔ سچ تیج بتاؤ تم مورتی کہاں لے جا رہے ہو۔ تم نوگان کے کمرے سے کس طرح باہر نکلے ہو۔“ ایک دیو نے درشت لہجے میں کہا۔

”میرا نہیں تم دونوں کا یقیناً دماغ خراب ہو گیا ہے۔ حاکم جادوگر اور نوگان دونوں نے مشترکہ طور پر

پہنچ کر اس نے دروازے کو ہاتھ لگایا تو دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ یہ دیکھ کر عمرو کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی وہ تیزی سے کمرے سے باہر آ گیا۔ اور نہایت تیز رفتاری سے راہداری میں بھاگتا چلا گیا۔ وہ جلد سے جلد اس محل سے نکل جانا چاہتا تھا۔ ابھی وہ راہداری میں ہی تھا کہ اچانک اس نے عقب سے کسی کے بھاگتے ہوئے قدموں کی آواز سنی۔ اس نے بوکھلاتے ہوئے ٹرک دیکھا۔ تو اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا اس کے عقب میں دو بڑے کٹے خوفناک دیو غصے سے اس کی جانب بھاگے چلے آ رہے تھے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں بھاری بھرکم گرز تھے۔

”آدم زاد! رک جاؤ۔ ورنہ ہم تمہیں جلا کر راکھ کر دیں گے۔“ ایک دیو نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور عمرو نے رک جانے میں عافیت سمجھی۔ کیونکہ دونوں کی رفتار اس سے کہیں زیادہ تیز تھی۔ اگر وہ نہ رکتا تو دونوں دیو چند لمحوں میں اس کے سر پر پہنچ جاتے۔

”کیا بات ہے۔ کیوں چلا رہے ہو۔“ اُن کے قریب آنے پر عمرو نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔ ”تم کہاں بھاگے جا رہے ہو اور یہ پری

مجھے بھیجا ہے۔ اگر ان دونوں کی مرضی نہ ہوتی تو بھلا میں اس طلسمی کمرے سے باہر کیسے آتا اور یہ مورتی کہاں سے لیتا۔ اس کے علاوہ مجھے بھلا جلبش باغ کا کیسے پتہ چلتا۔ عمرو نے عیاری سے کہا اور دونوں دیو اس کی بات سن کر سوتح میں پڑ گئے۔

”ہو نہہ — مگر اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ واقعی تمہیں نوگان آقا اور حاکم جادو گرنے بیجا ہے یقیناً انہوں نے تمہیں اور بھی نشانی دی ہوگی۔ جسے دکھا کر تم باغ میں داخل ہوتے۔ بغیر نشانی کے تو تم باغ میں ایک قدم بھی نہیں رکھ سکتے۔ وہاں موت کا پہرہ ہے۔“ دوسرے دیو نے سوچتے ہوئے لمبے میں کہا۔

”ہاں اب آئی نابات تمہاری عقل میں۔ واقعی حاکم جادو گرنے مجھے ایک نشانی دی ہے۔ جس کی بدولت میں نہایت آسانی سے باغ میں آ جا سکتا ہوں۔ یہ دیکھو سنہرا سیب۔ اسے لے کر میں باغ میں جاؤں گا تو مجھے وہاں کوئی نہیں روکے گا۔“ عمرو نے جلدی سے زمبیل سے سنہری رنگ کا ایک سیب نکال کر انہیں دکھاتے ہوئے کہا۔

”اوہ — سیب ہمیں دکھاؤ۔ اوہ — لیکن تم موشال دیوی کو باغ میں کیوں لے جا رہے ہو؟“ دیو نے عمرو کے ہاتھ سے سیب لے کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”یہ ایسا راز ہے جسے میں تمہیں نہیں بتا سکتا۔ غور سے سیب کو دیکھو اور مجھے جانے دو۔ میرے پاس خالقو دقت نہیں ہے۔“ عمرو نے دو کھے لہجے میں کہا اور دونوں دیو غور سے سیب کو دیکھنے لگے۔ ٹھیک اسی وقت اچانک سیب دو حصوں میں منقسم ہو گیا اور اس میں سے شوشوں کی تیز آواز کے ساتھ شرارے نکل کر دونوں دیوؤں کی آنکھوں میں پڑنے لگے۔ دونوں دیوؤں کے منہ سے خوفناک چیخیں نکلیں اور وہ بوکھلا کر اپنی آنکھیں ملنے لگے۔

سیب ان کے ہاتھ سے نکل کر نیچے گر گیا۔ عمرو نے تیزی سے زمبیل سے داؤدی تلوار نکالی اور ان دیوؤں پر پل پڑا۔ چند ہی لمحوں میں دونوں دیو خون میں لت پت تر پتے نظر آئے۔ انہیں مار کر اس نے تلوار صاف کر کے زمبیل میں ڈالی اور تیزی سے ایک مرتبہ پھر راہداری میں دوڑنے

لگا۔ مختلف کمروں میں جھانکنے کے بعد اچانک ایک کمرے میں بہت بڑا خزانہ نظر آیا۔ خزانہ دیکھ کر عمرو کی آنکھیں خوشی سے چمک اُٹھیں۔ دوسرے ہی لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے خزانے کے کمرے میں گھسا اور دیکھتے ہی دیکھتے کمرے میں موجود سارا خزانہ اس کی بھوک زنبیل کے پیٹ میں منتقل ہوتا چلا گیا۔ اس نے موشال پری کی مورتی کو پکڑا اور احتیاط سے چادروں طرف دیکھتے ہوئے وہ خزانے کے کمرے سے باہر نکل آیا۔ اور مختلف راہداریوں سے ہوتا ہوا وہ محل سے باہر نکل آیا۔ محل سے باہر آکر اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔

ابھی وہ محل کی سیڑھیاں اتر ہی رہا تھا کہ اچانک اُسے ایک زور دار دھکا لگا اور وہ اچھل کر کئی فٹ دُور جا گرا۔ اس سے قبل کہ وہ اُٹھتا اچانک اسے خوفناک غراہٹوں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور وہ بوکھلا گیا۔

شیروں کا ایک غول بھاگتا ہوا اس کی جانب آ رہا تھا۔ تمام شیر دھاڑتے ہوئے تیزی سے اس کی جانب بڑھ رہے تھے۔ خوف سے عمرو کا خون خشک

ہو گیا۔ وہ جلدی سے اُٹھا اور ایک طرف بھاگنے ہی والا تھا کہ اچانک "بھک" کی زور دار آواز کے ساتھ اس سے کچھ فاصلے پر ایک شعلہ سا لپکا اور دوسرے ہی لمحے آگ کا ایک ہالہ تیزی سے اس کے چاروں طرف گھومتا چلا گیا۔

”ہونہر۔ حاکم جادوگر۔ ایک تو تم نے پہلے بھی اس کمرے میں آکر بہت بُری غلطی کی تھی۔ لیکن ہم نے نوکان کے کہنے پر تمہیں بخش دیا تھا مگر اب تم نے ہمارے غیض و غضب کو لٹکارا ہے۔ اب تمہاری موت یقینی ہو چکی ہے۔ تم نے ناگ دیوتا اور اس کے بہجاری کی بے حد توہین کی ہے۔ اب ہم نہیں کسی صورت میں معاف نہیں کریں گے۔ ناگ دیوتا نے ساری بات سُن کر قہر آلود نگاہوں سے حاکم جادوگر کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

اس کی بات سُن کر حاکم جادوگر بُری طرح سے رزنے لگا۔ اس کا رنگ فق ہو گیا۔

”آقا میں مجبور تھا۔ میں نے نوکان کی بے حد منت سماجت کی تھی۔ موت ویسے بھی میری طرف بڑھ رہی تھی اگر میں یہ اقدام نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔ مجھے معاف کر دیجئے ناگ دیوتا۔ میں آئندہ ایسی غلطی کبھی نہیں کروں گا، کبھی نہیں۔ میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں مجھے معاف کر دیجئے معاف کر دیجئے حاکم جادوگر نے سر گراٹاتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ تمہاری خطا ناقابل معافی ہے۔ تم نے

ناگ دیوتا کو چوترے سے نکلنے دیکھ کر وہ دونوں بُری طرح چونک پڑے۔

”یہ کیا ہو رہا ہے۔ اوہ۔ تم نے میرے غُصے کے لئے جمع کیا ہوا خون بھی بہا دیا۔ نوکان یہ سب کیا ہے۔ کیوں ہوا یہ سب؟ ناگ دیوتا نے چوترے سے نکلنے کے بعد بُری طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔

”آقا۔ یہ سب اس بد بخت حاکم جادوگر کا کیا دھرا ہے۔ اس نے میری عبادت میں مداخلت کی تھی اور خواہ مخواہ مجھے دھمکانے لگا تھا۔ نوکان نے کہا اور جلدی جلدی ساری بات ناگ دیوتا کو بتاتا چلا گیا

ہمارے خون کا ستیاناس کر دیا۔ تمہاری وجہ سے اب
 نوکان بھی ایک عام جادوگر رہ جائے گا۔ اس کی ساری
 عبادت ضائع ہوئی ہے۔ اتنی بڑی غلطی پر ہم تمہیں
 کیسے معافی دے سکتے ہیں۔ نہیں اب موت
 سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ کوئی نہیں "ناگ
 دیوتا نے پھنکارتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اچانک
 اس کے جسم کو ہلکا سا جھٹکا لگا اور اس کے بدن
 سے جڑے ہوئے آٹھ پھن جا ہو گئے اور خوفناک
 پھنکائیں مارتے ہوئے حاکم جادوگر کی جانب بڑھے۔
 یہ دیکھ کر حاکم جادوگر کے ہوش اڑ گئے وہ
 بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اس نے ایک اونچی
 زقند بھری اور تیزی سے اڑتا چلا گیا۔ مگر اسی
 لمحے ناگ دیوتا کے آٹھ پھن اس سے بھی زیادہ
 تیزی سے اچھے اور وہ ایک نخت حاکم جادوگر کے
 جسم سے چپک گئے۔ حاکم جادوگر کے حلق
 سے اچانک ایک خوفناک چیخ نکلی اور وہ تڑپتا
 ہوا ایک زور دار دھماکے سے زمین پر آگرا
 اور بُری طرح تڑپنے لگا۔ اس کے جسم سے چمٹے
 ہوئے ناگ کے پھن بری طرح سے اس کا گوشت

نوح نوح کر کھا رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ناگ
 دیوتا کے آٹھوں پھن حاکم جادوگر کا سارا گوشت
 پٹیوں سمیت چبا چبا کر کھا گیا۔ پھر وہ سب پھن ایک
 ساتھ اچھے اور جا کر واپس ناگ دیوتا کے جسم سے پیوست
 ہو گئے۔ نوکان انتہائی سراسیمہ انداز میں حاکم جادوگر
 کا یہ خوفناک انجام دیکھ رہا تھا اس کی آنکھیں دھت
 سے پھیلی ہوئی تھیں۔ حاکم جادوگر اپنی غلطی کی وجہ سے اپنے
 انجام کو پہنچ چکا ہے۔ اب چونکہ تمہاری عبادت ضائع
 ہو چکی ہے۔ اس لئے ہم تمہاری خواہشات ہرگز پوری
 نہیں کر سکتے۔ ہاں البتہ حاکم جادوگر کا تمام جادو
 تمہیں بخش دیتے ہیں۔ آج سے حاکم جادوگر کی ہر چیز
 کے تم مالک ہو۔ اور ہاں جو شخص یہاں سے فرار
 ہو گیا ہے اس سے بچ کر رہنا وہ دنیا کا عیار
 ترین انسان خواجہ عمرو عیار ہے۔ وہ تمہیں نقصان
 پہنچانے کی کوشش کرے گا۔ اُسے فوراً مار ڈالو۔
 اب جادوگر یہ کمرہ اب فنا ہونے والا ہے۔ جاؤ۔
 ناگ دیوتا نے کہا اور نوکان جادوگر نے سر ہلا دیا۔
 اس کا چہرہ بکھا بکھا سا تھا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا

تھا۔ وہ ناگ دیوتا کے سامنے بات بھی نہیں کر سکتا تھا اس لئے مجبوراً خاموش ہو گیا۔ اور ناگ دیوتا کو لعظیم کر کے اٹے قدموں اس کمرے سے نکل آیا۔ جوہنی وہ اس کمرے سے نکلا ایک زور دار گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی، اور کمرہ تنکوں کی طرح فضا میں بھگر گیا۔

نوگان جادوگر سر جھکائے مختلف راہداریوں سے گزرتا ہوا ایک بہت بڑے کمرے میں آ گیا جہاں حاکم جادوگر کا تخت بچھا ہوا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا تخت کے قریب آیا اس پر بیٹھ گیا۔ اسی وقت زمین شق ہوئی اور جلش باغ کا محافظ ہونا نمودار ہوا۔

”آقا کو نئی دنیا مبارک ہو۔“ مجھے ناگ دیوتا نے اشارہ دیدیا ہے کہ آج سے آپ اس سائے طلسم اور محل کے مالک ہوں گے۔ آقا حکم کیجئے ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں۔“ بونے نے نہایت مودبانہ انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز سن کر نوگان جادوگر نے اس کی جانب چونک کر دیکھا ”کچھ نہیں محافظ بونے، اس وقت ہم کچھ نہیں چاہتے۔ جاؤ جب ہمیں ضرورت ہوگی ہم تمہیں خود طلب

کر لیں گے۔“ نوگان جادوگر نے مجھے ہوتے لمبے میں کہا۔ ”جانے سے پہلے میں آپ کو جلش باغ کے متعلق بتانا چاہتا ہوں۔ وہاں کے پھول سوکھ رہے ہیں انہیں کم از کم ایک انسان کے خون کی اشد ضرورت ہے۔ اب حاکم جادوگر تو رہا نہیں آپ کو ان پھولوں کے لئے انسانی خون مہیا کرنا ہو گا۔ ان کا مرجھانا طلسم اور آپ کے لئے بھی خطرناک ہو سکتا ہے۔“ بونے نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”ادہ۔“ تو یہ بات ہے۔ ارے۔۔۔ وہ انسان کہاں ہے۔۔۔ ادہ۔“ اچانک نوگان کو ناگ دیوتا کی بات یاد آئی کہ عمرو عید نامی اس انسان سے پنج کر رہے وہ اس کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔“

”کون سا انسان آقا؟“ بونے نے حیرت سے کہا۔ ”ادہ۔“ وہی جو میرے خاص کمرے سے موشال پری کی مورتی لے کر فرار ہوا تھا۔“

”جو حکم آقا۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔“

محافظ بونے نے کہا اور دوبارہ زمین میں سما گیا چند لمحوں بعد وہ پھر زمین سے باہر آ گیا۔

پھر اس نے انگلیاں سخت کر کے گوے کے گرد بچھ لہرایا تو اچانک عمرو کو ایک زور دار دھکا لگا اور وہ اچھل کر سیڑھیوں سے کئی فٹ دور جا گرا۔
 نوکان جادوگر نے ہنستے ہوئے گوے میں دیکھا تو سامنے سے خوشخوار شیروں کا ایک غول بھاگتا ہوا عمرو کی جانب آتا نظر آیا۔ شیروں کو دیکھ کر عمرو بوکھلا گیا۔ اور جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے پلٹ کر ایک طرف بھاگنا چاہا۔ مگر اسی وقت نوکان جادوگر نے اپنی ایک انگلی کو زور سے جنبش دی ٹھیک اسی وقت عمرو کے قریب ایک شعلہ سا بھڑکا اور دوسرے ہی لمحے وہ شعلہ تیزی سے ایک ہالے کی صوت میں اس کے گھومتا چلا گیا۔ اور اس سے قبل کہ آگ کا دائرہ مکمل ہوتا کئی شیر بھاگتے ہوئے عمرو کے قریب پہنچ گئے۔ ان میں سے ایک شیر نے نہایت برقی رفتاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے عمرو کی ایک ٹانگ دبوچ لی۔ عمرو کے حلق سے اچانک ایک زور دار تیخ نکل گئی۔ یہ دیکھ کر نوکان جادوگر کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ عود آئی۔
 ”ہونہر — میرے محل سے بھاگنے لگا تھا۔“

”آقا۔ وہ حاکم جادوگر کا سارا خزانہ لوٹ کر محل سے باہر بھاگ رہا ہے اس کے ہاتھ میں مویشال پری کی موٹی بھی ہے۔“ بونے نے مودبانہ لہجے میں کہا۔
 ”اور آقا اُس نے آپ کے محافظ دیوؤں کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔“ بونے نے بتایا اور نوکان جادوگر بُری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کا چہرہ غیض و غضب کی شدت سے سُرخ ہوتا چلا گیا۔

”ادہ۔ اس کی یہ ہمت — میں اس بد بخت کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ لاؤ جلدی کرو میرا طلسمی گولہ لاؤ۔“ اس نے نہایت غصیلے لہجے میں کہا اور بونا سر ہلا کر زمین میں سما گیا پتند لحوں بعد جب وہ باہر آیا تو اس نے ہاتھوں میں سفید رنگ کا ایک چمکدار گولہ تھا۔ وہ گوے کو لے کر نوکان جادوگر کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ نوکان جادوگر نے جلدی سے کچھ پڑھ کر گوے پر پھونک ماری تو گولہ فوراً روشن ہو گیا۔ اور اس میں ایک منظر ابھر آیا۔ جس میں عمرو بھاگتا ہوا تیزی سے محل سے باہر نکلا جا رہا تھا۔
 ”ہونہر — یہ بد بخت میرے ہاتھوں زندہ بچ کر کہاں جائے گا۔“ نوکان جادوگر غصے سے غصایا

منہ سے عمرو کی ٹانگ چھوٹ گئی۔ یہی لمحہ عمرو نے
غیمت جانا اور بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑا
ہوا۔ ٹھیک اسی لمحے دوسرا شیر جو عمرو پر کودا تھا
ایک مرتبہ پھر غراتا ہوا عمرو عیار پر حملہ آور ہوا۔
عمرو بوکھلا کر پیچھے ہٹ گیا۔

اس کا یہی پیچھے ہٹ جانا اس کے لئے سودمند
ثابت ہوا۔ ورنہ شیر کا بھاری بھر کم پنجہ اس کے
پہرے پر پڑتا تو یقیناً اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ
جاتی۔ پھر اچانک شیر نے ایک لمبی چھلانگ لگائی
اور سیدھا عمرو پر آگرا۔ عمرو اپنا توازن برقرار
نہ رکھ سکا۔ اور وہ دوبارہ الٹ کر گر گیا اور شیر
اس کے سینے پر چڑھ گیا۔ اور خونک انداز میں
دھاڑنے لگا۔ عمرو نے نہایت برق رفتاری سے
کام لیتے ہوئے زنبیل میں ہاتھ ڈالا اور خنجر
ابراہیمی نکال لیا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے
اس نے یہی خنجر سینے پر چڑھے شیر کی گردن میں
اتار دیا۔ اچانک ایک نور دار کڑا کا ہوا اور شیر
دھاڑتا ہوا وہاں سے یل غائب ہو گیا جیسے اس کا
وہاں کبھی کوئی وجود ہی نہ رہا ہو۔ یہ دیکھ کر

عمرو عیار نے سنبھلنے کی لاکھ کوشش کی مگر کامیاب
نہ ہو سکا۔ اسی وقت ایک دوسرے شیر نے لمبی چھلانگ
لگائی اور ٹھیک عمرو کے سینے سے ٹکرایا۔ عمرو اپنا
توازن برقرار نہ رکھ سکا اور وہ ہذیبانی انداز میں
چیتا ہوا الٹ کر گر پڑا۔ موٹال پری کی موٹی
اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گری۔ جس
شیر نے عمرو کی ٹانگ دبوچی ہوئی تھی وہ عمرو کو
گھسیٹ کر آگ کی طرف لے جانے لگا۔ مگر
بوکھلاہٹ میں عمرو نے بغیر سوچے سمجھے اپنی دوسری
ٹانگ اٹھا کر زور سے شیر کے منہ پر ماری۔ شیر
کے حلق سے زور دار دھاڑ نکلی اور اس کے

عمرو جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ہاے کے باہر آٹھ دس شیر ہولناک انداز میں دھاڑ رہے تھے اور اچھل اچھل کر آگ کے ہاے میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔ مگر جوہنی وہ آگ کے ہاے کے قریب آتے ہاے کی آگ تیزی سے بھڑک اٹھی اور وہ غرا کر رہ جاتے۔ ہاے کے اندر ابھی ایک شیر موجود تھا۔ جو عمرو کو گھورتا ہوا دائرے میں گھوم رہا تھا۔ عمرو کی بھی اُس پر نگاہیں جمی ہوئی تھیں۔ اچانک شیر پچھلی ٹانگوں پر بیٹھ گیا اور عمرو فوراً چونکا ہو گیا۔ کیونکہ شیر اب اس پر بھڑپور حملہ کرنے والا تھا۔ اور پھر واقعی ایسا ہی ہوا۔ شیر نے اچانک چھلانگ لگائی اور تقریباً اڑتا ہوا عمرو کی جانب آیا۔ مگر عمرو اس کے لئے پہلے سے ہی تیار تھا۔ جیسے ہی شیر اس کے نزدیک آیا عمرو نے ایک طرف جھک کر خود کو بچاتے ہوئے خنجر والا ہاتھ بلند کر کے خنجر شیر کے پیٹ میں اتار دیا۔ ایک مرتبہ پھر دلیا ہی کڑا کا ہوا اور دوسرا شیر بھی دہاں سے غائب ہو گیا۔ عمرو نے کسی حد تک اطمینان کا سانس لیا۔ مگر اب وہ اس بات سے پریشان تھا کہ وہ آگ

کے اس ہاے کو کس طرح سے عبور کرے اور ہاے کو ختم کر کے باہر گھومتے اور غراتے ہوئے شیروں کا کس طرح سے مقابلہ کرے۔ دو شیروں کو تو اس نے ہوشیاری سے مار ڈالا تھا مگر اب باہر موجود اکٹھے آٹھ دس شیروں سے لڑنا اس اکیلے کے بس کی بات نہ تھی۔ پھر اسے اچانک ایک خیال آیا۔ اس نے جلدی سے خنجر زنبیل میں ڈالا اور سلیمانی تیر کمان اور بہت سے تیر نکال لئے۔ پھر اس نے جلدی سے کمان میں ایک تیر جوڑا اور اللہ کا نام لے کر تیر کا رخ ایک شیر کی جانب کیا اور چھوڑ دیا۔ تیر سناتا ہوا ٹھیک اس شیر کے کھلے ہوئے منہ میں جا لگا۔ دوسرے ہی لمحے ایک وردا دھماکا ہوا اور شیر فوراً غائب ہو گیا۔ یہ دیکھ کر عمرو کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس نے جلدی سے کمان میں دوسرا تیر جوڑ کر دوسرے شیر کو مارا اُس کا بھی یہی حشر ہوا اور پھر چند ہی لمحوں بعد اُس نے تیروں کی مدد سے تمام طلسمی شیر مار دیئے۔ جوہنی آخری شیر دہاں سے غائب ہوا اسی وقت عمرو نے آگ کے دائرے کو حرکت کرتے دیکھا

یہ دیکھ کر وہ بُری طرح سے چونک پڑا۔ آگ کا دائرہ سکڑ رہا تھا۔ اور آہستہ آہستہ عمرو کے قریب آتا جا رہا تھا۔ یہ دیکھ کر عمرو کے دل کی دھڑکن تیز ہونے لگی۔ اور اس کی پیشانی پر پسینے کے ننھے ننھے قطرے نمودار ہونے لگے۔ اچانک اس کی نگاہ موٹال پری کی مورتی پر پڑی۔ آگ اس کے قریب پہنچنے والی تھی۔ اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر مورتی اٹھالی۔ اس نے مورتی کے چہرے کی جانب دیکھا تو اُسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ اس سے مخاطب ہو۔ مورتی کے ہونٹ بند تھے مگر عمرو کے دماغ میں نامانوس سی آواز آرہی تھی۔ آواز کہہ رہی تھی کہ عمرو آگ کے دائرے پر اپنا خون چھڑکو۔ آگ بجھ جائے گی۔ یہ سنتے ہی عمرو اچھل پڑا۔ اس نے زنبیل سے فوراً ایک تیز دھار خنجر نکالا اور ہونٹ بھینچ کر اپنے ایک ہاتھ پر چرکا لگایا۔ فوراً ہی خون اس کے ہاتھ سے بہنے لگا۔ عمرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جلدی سے خون آگ پر چھڑکا شروع کر دیا۔ جہاں جہاں اس کے خون کا پھینٹا گرتا وہاں آگ کا ایک تیز شعلہ لپکتا اور اس حصے سے آگ بجھ جاتی

اس طرح وہاں خاصا بڑا خلا پیدا ہو گیا۔ عمرو نے محبت سے اس خلا سے چھلانگ لگائی اور آگ کے ہالے سے باہر آ گیا۔ جوبنی وہ آگ سے باہر نکلا اچانک ایک زوردار دھماکا ہوا اور ہر طرف ایک تیز گڑگڑاہٹ کی آواز گونجنے لگی۔ ساتھ ہی وہاں گھپ اندھیرا پھیل گیا۔ عمرو یہ دیکھ کر حیران ہو گیا۔ ٹھیک اسی وقت کسی نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر زوردار جھٹکے سے اپنی جانب کھینچ لیا۔

نے پتلے کو دیکھ کر تھکمانہ لہجے میں کہا۔
 ”جو حکم آتا“ پتلے نے کہا اور وہاں سے غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ لوٹ آیا۔
 ”کہو کیا خبر لائے“ نوگان جادوگر نے اُسے دیکھ کر بے تابی سے پوچھا۔

”آقا۔ عمو عیار نامی ایک انسان جو محل سے فرار ہو کر باہر نکلا تھا اس نے محل کے باہر کا حفاظتی طلسم ختم کر دیا ہے۔ آگ کا ہارہ اور طلسمی شیر ختم ہو چکے ہیں۔ یہ تیز گرد گڑاہٹ اور اندھیرا اسی طلسم کے ختم ہونے کی نشانی تھی، طلسمی پتلے نے بتایا اور نوگان جادوگر کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلتی چلی گئیں۔ اور وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”اوہ۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اُس نے اتنا خوفناک طلسم کس طرح تباہ کر لیا۔ کیسے“ وہ حلق کے بل چلایا۔ اور طلسمی پتلے نے جب اسے طلسم ختم ہونے کی تفصیل بتائی تو اس کی آنکھیں مزید پھیل گئیں۔

”حیرت انگیز۔۔۔ انتہائی حیرت انگیز۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ عمو اس قدر ہوشیار بھی ہو سکتا ہے۔ ناگ دیوتا نے واقعی ٹھیک کہا تھا۔ یہ بہت خطرناک

نوگان جادوگر حیران اور پریشان کھڑا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر یہ گرد گڑاہٹ کیسی ہے اور اچانک ہر طرف اندھیرا کیوں پھیل گیا ہے۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ گرد گڑاہٹ کی آواز ختم ہو گئی۔ اور اندھیرا غائب ہو گیا۔ نوگان جادوگر نے جلدی سے تالی بجائی۔ فوراً ہی ایک طلسمی پتلا نمودار ہوا۔

”کیا حکم ہے عظیم آقا“ پتلے نے سر جھکا کر نہایت مودبانہ لہجے میں کہا۔

”جادو معلوم کرو، سب کیسے، ہر طرف اندھیرا کیوں پھیل گیا تھا۔ اور یہ گرد گڑاہٹ کی آواز کیسی تھی“ اس

انسان ہے۔ اس کا فوراً ختم ہو جانا ہی بہتر ہے۔ اس وقت وہ کہاں ہے؟ نوکان جادوگر نے ہڑبٹاتے ہوئے پھر طلسمی تپے کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”آنا اس وقت وہ جلیش باغ کی پٹی کے قریب ہے۔“ طلسمی تپے نے کہا اور نوکان جادوگر ایک مرتبہ پھر اچھل پڑا۔
 ”کیا کہا وہ جلیش باغ کی پٹی کے قریب کھڑا ہے اودہ۔ روکو۔ اُسے فوراً روکو کچھ کرو۔“ وہ پریشانی کے عالم میں دیوانوں کی طرح سے چیختے لگا۔ اسی وقت زمین شق ہوئی اور محافظ ہونا نمودار ہوا۔

”اودہ محافظ ہونے تم یہاں۔ جلدی کرو جاؤ یہاں سے۔ وہی آدم زاد عمرو باغ کی سرحدی پٹی کے قریب کھڑا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ باغ میں قدم رکھے تم فوراً اسے ہلاک کر دو۔ جاؤ۔ جاؤ۔“ وہ بونے کو دیکھ کر زور سے چلایا۔
 ”آقا۔ میں بھی آپ کو یہی اطلاع دینے آیا تھا۔ بونے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم مسکرا رہے ہو۔ ہماری جان پہ بنی ہوئی ہے۔ نوکان نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

”نہیں آقا۔ یہ بات نہیں۔ میں تو آپ کو یہ بتانے آیا تھا کہ میں نے اس آدم زاد عمرو پر قابو پا لیا ہے اب وہ میری قید میں ہے۔“ بونے نے جلدی سے جواب دیا۔

”اودہ۔ بہت خوب۔ بہت خوب۔ محافظ ہونے۔ تم نے اُسے پکڑ لیا، بہت اچھا کیا۔ جاؤ اے فوراً ہلاک کر دو۔ وہ بہت خطرناک انسان ہے۔ مار ڈالو اے۔ فوراً ہلاک کر ڈالو۔ جلدی کرو۔“ نوکان نے بیٹیاب لہجے میں کہا۔ اے اب عمرو سے خوف محسوس ہونے لگا تھا۔
 ”بے فکر رہیں آقا۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ میں نے اُسے بے ہوش کر دیا ہے۔ اور اس وقت وہ ایک درخت سے بندھا ہوا ہے۔ جب تک میں نہ چاہوں اسے ہوش نہیں آسکتا۔ میں آپ سے چالیس کونوں والا ہیرا لینے آیا ہوں تاکہ ~~بھینس~~ کو آدم زاد کے خون میں غسل دوں۔ سارا خون باغ میں چھڑک دوں۔“ بونے نے کہا۔
 ”اودہ۔ اچھا۔ اچھا۔ ہاں یہ ٹھیک ہے۔“ نوکان جادوگر نے سر ہلا کر کہا۔ سبیر چونک کر بولا۔ لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ جو ہنی ہیرا تم باغ میں لے جاؤ اور

وہ بد بخت عہد تم سے میرا چھین لے۔ اس ہیرے کی بدولت تو وہ ہمیں آسانی سے ہلاک کر سکتا ہے کیونکہ اس ہیرے کے باغ میں جاتے ہی تمام جلیباش کے پھول غائب ہو جاتے ہیں۔ صرف وہی پھول وہاں باقی بچتا ہے جس میں پہلے حاکم جادوگر کی جان تھی اور اب ہماری ہے۔ نوکان جادوگر نے پریشان لہجے میں کہا۔ ”آقا۔ آپ تو بلا وجہ پریشان ہو رہے ہیں۔ وہ تو ایک معمولی سا انسان ہے اور پھر میرے ظلم میں بندھا ہوا ہے۔ وہ اس وقت آزاد ہوگا جب اُسے میرے ظلم سے رہائی ملے گی۔ اور اس کے لئے اُسے ہر حال میں مجھے مارنا پڑے گا۔ آپ جانتے ہیں کہ مجھے کوئی ہلاک نہیں کر سکتا۔ میری موت کا راز ایک ایسا راز ہے جو میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ حتیٰ کہ آپ بھی اس بارے میں لاعلم ہیں پھر بھلا وہ معمولی انسان مجھے کیسے مار سکتا ہے۔ ظاہر ہے جب وہ مجھے مار ہی نہیں سکے گا تو میرے ظلم سے آزاد کیسے ہوگا۔ اور آزاد نہیں ہوگا تو آپ کے پھول تک کس طرح سے پہنچ پائے گا۔“ بونے نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ درنہ جس طرح اس نے میرا حفاظتی ظلم تباہ کیا ہے اس سے تو میں واقعی بے حد خوفزدہ ہو گیا تھا۔“ نوکان جادوگر نے اس بار اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ پھر اُس نے خالی ہاتھ فضا میں گھمایا اور مٹھی بند کر کے کوئی منتر پڑھنے لگا۔ منتر پڑھ کر اس نے مٹھی پر بھونکا اور مٹھی کھولی تو اس پر ایک نہایت خوبصورت سبز رنگ کا عجیب و غریب ہیرا جگمگا رہا تھا۔ اس ہیرے کے چالیس کونے تھے اور ہر کونے سے نہایت خوبصورت اوشٹاف روشنی کی کرن پھوٹتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

”لو احتیاط سے۔ کام ختم کرتے ہی اسے فوراً میرے حوالے کر دینا؟ نوکان نے ہیرا اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

”بہت بہتر آقا۔“ بونے نے کہا۔ اور نوکان جادوگر کے ہاتھ سے ہیرا لے لیا۔

جونہی ہیرا بونے کے ہاتھ میں آیا ٹھیک اُسی لمحے فضا میں ایک کھوپڑی نمودار ہوئی۔

”نوکان آقا۔ آپ کے ساتھ۔“ کھوپڑی نے چیخ کر ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک بونے

نے — نہایت غصے سے کھوپڑی کی جانب سر اٹھا کر دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے سُرخ رنگ کی دوشنی نکل کر کھوپڑی پر پڑی۔ ایک زوردار دھاکا ہوا اور کھوپڑی فضا میں سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی۔

”یہ — یہ کیا — یہ تم نے کیا کیا۔ میری مجیز کھوپڑی کو تم نے کیوں مار ڈالا“ نوگان جادوگر بُری طرح سے چونک کر ہکلیا۔

”کون ہو تم“

”قبہادی موت“ بونے نے اچانک قبہتہ لگاتے ہوئے کہا۔ اور نوگان جادوگر بُری طرح سے اچھل پڑا۔

”کیا مطلب“؟ وہ ہکلیا

”عمرو عیار زندہ یاد“ بونے نے اچانک قبہتہ لگا کر کہا اور فوراً زمین میں سما گیا۔ اور زمین دوبارہ برابر ہو گئی اور نوگان جادوگر حیران و پریشان کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔

جھٹکا لگتے ہی عمرو کے قدم ایک لمحے کے لئے زمین سے اُٹھے اور پھر دوبارہ زمین سے آگے۔ ساتھ ہی اچانک اندھیرا اور گرد گرداٹ کی آواز ختم ہو گئی۔ عمرو نے دیکھا تو حیرت سے اُچھل پڑا کہ وہ ایک بہت بڑے باغ کے قریب کھڑا تھا جہاں ہر طرف بے تحاشا اور نہایت خوبصورت پھول کھلے ہوئے تھے۔ ان پھولوں کا رنگ عام پھولوں سے مختلف تھا۔ اور وہ یوں جگمگ رہے تھے جیسے باریک باریک شیشوں کے بنے ہوئے ہوں۔ خاص طور پر ان پھولوں سے اٹھتی ہوئی خوشبو بے حد سحر انگیز تھی۔ عمرو اس مسور کن خوشبو میں کھو

سا گیا۔ گو وہ باغ کے اندر نہیں تھا۔ مگر باغ سے دور بھی نہیں تھا۔ اس سے کچھ فاصلے پر باغ کے قریب ایک سفید رنگ کی پٹی کھینچی ہوئی تھی۔ اچانک باغ میں سے ایک چھوٹے قد کا بونا تیزی سے بھاگتا ہوا اسے اپنی جانب آتا دکھائی دیا۔ بونا بھاگتا ہوا پٹی کے قریب آیا اور اچھل کر پٹی کے اوپر سے ہوتا ہوا باہر آ گیا۔

”اوه۔ آگیا۔ آگیا۔ تو تمہیں نوگان جادوگر نے بھیج ہی دیا۔ بہت خوب“ اُس نے باغ کی پٹی سے باہر آ کر خوشی سے بھرپور ہلچے میں کہا۔

”کیا مطلب — کون ہو تم۔ اور یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔“ عمرو نے اس کی بات سن کر حیرانی سے کہا۔

”یہی کہ آقا نوگان نے تمہیں میرے پاس بھیجا ہے۔ تاکہ میں تمہارا خن نکال کر جلباش باغ میں چھڑک سکوں۔ تاکہ یہ باغ تروتازہ رہے۔ اور نوگان جادوگر کو کبھی موت نہ آئے“ بونے نے فوراً کہا اور عمرو دل ہی دل میں اس کی بات سن کر چونک پڑا۔ اسے فوراً خیال آیا کہ یہ بونا نوگان جادوگر

کی موت کا راز جانتا ہے۔ اس لئے اس سے یہ راز اگلوانا ضروری ہے۔ پہلے اس نے سوچا کہ اسے باتوں ہی باتوں میں چمکے دے کہ ساری بات اگلوے مگر پھر اُسے خیال آیا کہ اس طرح اُسے خاصی دیر ہو جائے گی۔ اور نوگان جادوگر کو اس طرح علم ہو سکتا ہے کہ عمرو کہاں ہے اور بنا بنایا کھیل بگڑ سکتا ہے۔ اچانک اسے اس طلسمی پتے کا خیال آیا۔ جو اُسے ایک بزرگ نے دیا تھا۔ طلسمی پتلا کی خاصیت یہ ہے کہ یہ کسی بھی انسان، حیوان اور طلسمی مخلوق کے جسم میں داخل ہو سکتا ہے۔ اور اسے محسوس بھی نہیں ہو سکتا۔ اور اس پتے کی مدد سے جو کام بھی لیا جائے وہ ہو سکتا ہے۔

اس پتے کا خیال آتے ہی عمرو نے دل ہی دل میں ذنبیل کو حکم دیا کہ وہ طلسمی پتے کو ذنبیل سے باہر نکال دے اور ساتھ ہی اس نے پتے کو دل میں ہدایات دینا شروع کر دیں۔ اسی وقت اس کی ذنبیل کا منہ خود بخود کھلا اور ایک انسانی پتلا ذنبیل سے اچک کر باہر آ گیا اور فوراً ہی غائب

ہو گیا۔

”اے اب کھڑے کیا سوچ رہے ہو۔۔۔
چلو باغ میں نہیں نہیں باندھ کر اور جا کر آت
سے چالیس کوڑوں والا ہیرا لے آؤں۔ پھر تمہیں ذبح
کر کے تمہارا خون ہیرے میں بھگو کر باغ میں پھڑک
دول گا۔“ بونے نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے
کہا۔ ٹھیک اسی لمحے عمرو کا فلسی پتلا بونے کے
عقب میں نمودار ہوا اور فوراً دھواں بن کر بونے کے
سامنے آ گیا۔ اس سے قبل کہ بونا کچھ سمجھتا۔ وہ
بونے کی ناک کے راتے اس کے جسم میں داخل
ہو گیا۔ بونے نے ایک زرد دار چھینک ماری۔

”وہ مارا۔ بہت خوب۔ فلسی تیلے۔ اب
تم یقیناً سمجھ گئے ہو گے کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔“
عمرو نے بونے کو چھینک مارتے دیکھ کر خوشی سے
تقریباً اچھلتے ہوئے کہا۔

”جی میرے آقا“ بونے نے اس بار نہایت
مؤدبانہ لہجے میں عمرو کے سامنے تقریباً جھکتے
ہوئے کہا۔

”بہت خوب۔۔۔ تو پھر جاؤ دیر کس بات کی؟“

عمرو نے اس کی بات سُن کر خوش ہوتے ہوئے
کہا۔ اور بونا وہاں سے فوراً غائب ہو گیا۔ اور
عمرو بے چینی سے اس کے واپس لوٹنے کا انتظار
کرتے لگا۔ عمرو نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی موٹال
پیری کی موڑتی کی طرف دیکھا تو اسے پھر وہی
نا مانوس سی آواز دوبارہ سنائی دی۔

”عمرو۔ اس باغ کو ختم کرنے کا طریقہ تو تمہیں
معلوم ہو ہی چکا ہے۔ جوہنی یہ باغ ختم ہو گا فوراً
ہی نوکان جادوگر اپنی پوری قوت سے تم پر
حملہ آور ہو گا۔ اس کا مقابلہ خیال سے کرنا۔“

”اوہ۔۔۔ تم فکر مت کرو موٹال دیوی۔ یہ
جادوگر تو میرے سامنے پتھر ہے۔ اصل جلباش
پھول کے ہاتھ آتے ہی میں اُسے پیروں سے
مسلم دوں گا اس پھول کے کھلتے ہی نوکان
جادوگر فوراً ہلاک ہو جائے گا۔ پھر خطرہ کیسا؟“
”نہیں عمرو، ایسا مت کرنا۔ اس پھول کو تم
کچلنا مت۔۔۔ ورنہ نوکان جادوگر فوراً ہلاک ہو
جائے گا۔ اگر وہ مر گیا تو میں کبھی اصلی حالت
میں نہیں آ سوں گی۔ تمہیں اس کے ساتھ دست

بدست لڑنا ہو گا۔ وہ بے حد طاقت ور اور خوبی انسان ہے۔ مگر تم جب جلباش پھول توڑ کر اپنے منہ میں رکھ کر اس کا مقابلہ کرو گے تو تہدی طاقت بھی اس کے برابر ہو جائے گی۔ تم کسی طرح اس جادوگر کی داہنی آنکھ پھوڑ دینا اس آنکھ کے پھوٹنے ہی نوگان کی تمام جادوئی صلاحیتیں ختم ہو جائیں گی۔ اور وہ ایک عام سا انسان بن کر رہ جائے گا۔ پھر تم آسانی سے اسے مار دینا۔ جب تک اس جادوگر کا خون میری مورتی پر نہیں ڈالو گے اس وقت تک میں کبھی اصلی حالت میں نہیں آ سکتی۔ اس کے ساتھ ہی آواز آتا بند ہو گئی۔

”اوہ۔۔۔ تو یہ بات ہے۔۔۔ ٹھیک ہے فکر کی کوئی بات نہیں۔ میں ایسا ہی کر دوں گا۔“ عمرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اسی وقت بونا دوبارہ نمودار ہوا۔ اس بار اس کے ہاتھ میں چالیس کونوں والا نہایت خوبصورت ہیرا جگمگا رہا تھا۔ عمرو نے جھپٹ کر اس کے ہاتھ سے ہیرا لے لیا۔

”کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی؟“ عمرو نے بونے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ”نہیں۔ نوگان جادوگر ایک طلسمی پتیلے سے باتیں کر رہا تھا۔ میں نے فوراً جاکر طلسمی پتیلے کو مفلوج کر دیا۔ تاکہ وہ میری اصلیت جان نہ سکے۔ پھر میں نے آپ کی ہدایت کے مطابق عمل کرتے ہوئے دھوکے سے یہ ہیرا حاصل کر لیا۔ جب میں واپس آنے لگا تو نوگان کی محافظ کھوپڑی نے کام خراب کرنا چاہا لیکن میں نے اسے فوراً جلا ڈالا اور آپ کا نعرہ لگا کر واپس آ گیا۔“ بونے نے نہایت نمودار ہجے میں کہا۔

”اوہ۔۔۔ بہت خوب۔۔۔ بہت خوب۔ اچھا اب اس بونے سے کہو کہ یہ اس بیٹی کو ختم کرے اور مجھے بتائے کہ باغ میں کوئی خطہ تو نہیں؟“ عمرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ اس کا حکم پا کر بونا باغ کی جانب مڑا۔ اس نے آگے بڑھ کر سفید بیٹی کو انگلی لگائی فوراً ہی بیٹی پر آگ کا شعلہ چمکا اور بیٹی جل کر سیاہ ہو گئی۔ اسی وقت باغ میں ہر طرف سیاہ دنگ کے باریک باریک

اس پھول کے علاوہ وہاں موجود تمام پھول زمین میں دھنستے چلے گئے۔ اب اس سارے باغ میں صرف واحد وہی پھول کھلا ہوا تھا۔ جس پر ہیرے کی روشنی پڑ رہی تھی۔

اسی وقت اچانک عمرو نے عقب سے کسی کے بھاگتے قدموں کی آواز سنی۔ وہ چونک پڑا اس نے مڑ کر دیکھا۔ دُور سے نوکان جادوگر بُری طرح سے چیختا چلاتا ہوا تیزی سے دوڑتا ہوا اس کی جانب آ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر عمرو بجلی کی تیزی سے حرکت میں آیا اور بھاگتا ہوا پھول کے قریب پہنچا اور ایک جھٹکے سے پھول توڑ لیا۔ "عمرو۔ عمرو۔ خدا کے لئے میری بات سنو۔

رک جاؤ عمرو۔ اس پھول کو مت مسنا۔ رک جاؤ عمرو۔ رک جاؤ۔ نوکان جادوگر نے دُور سے چیختے ہوئے کہا۔ اور بھاگتا ہوا عمرو کے قریب آ گیا۔ اس کا سانس بُری طرح سے پھولا ہوا تھا اُد عمرو کے ہاتھ میں پھول دیکھ کر اس کی آنکھیں موت کے خوف سے بُری طرح پھٹی پڑ رہی تھیں۔ "عمرو۔ یہ پھول مجھے دے دو۔ دیکھو میری

دھاگوں کی مانند سانپ نکل آئے۔ یہ تمام سانپ بودوں کے ساتھ چپٹے ہوئے تھے اور یہ عمرو کو پہلے دکھائی نہیں دیئے تھے۔ ان سانپوں کو دیکھ کر عمرو دل ہی دل میں لرز اٹھا۔ اگر واقعی اس کے پاس طلسمی پتلا نہ ہوتا تو وہ قیامت تک اس باغ میں داخل نہ ہو پاتا۔

بلونے نے سانپوں کو دیکھتے ہی ایک زوردار پھونک ماری فوراً ہی وہاں سے سارے سانپ غائب ہو گئے۔ سانپوں کے غائب ہوتے ہی اچانک وہاں پر موجود پودے تیزی سے سکرٹنے لگے۔ اور نہایت تیزی سے باغ کی زمین میں دھنسنے لگے۔

"آقا جلدی سے سبز ہیرا باغ میں بھینک دیں ورنہ اصل جہاں پھول بھی زمین میں چلا جائے گا۔ اور پھر کبھی باہر نہیں نکلے گا۔" بلونے نے عمرو کی جانب مڑتے ہوئے کہا۔ اور عمرو نے نہایت پھرتی سے ہیرا باغ میں اچھال دیا جوہنی ہیرا باغ میں گرا اس میں سے تیز سبز رنگ کی روشنی نکلی۔ اور ایک پھول پر پڑنے لگی۔

تہادی تو کوئی دشمنی نہیں ہے۔ پھر تم نے یہ پھیل
کیوں توڑ لیا۔ تہادی دشمنی تو حاکم جادوگر سے
تھی۔ وہ تو مریچکا ہے عمرو۔ اُسے ناگ دیتا ہے
خود مار دیا ہے۔ میں تو تمہارا دوست ہوں عمرو
لاؤ یہ پھول مجھے دے دو۔" لوگان جادوگر نے
عمرو کی جانب دیکھتے ہوئے اور منت سماجت
کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں عمرو۔ یہ تمہارا دوست ہرگز نہیں ہو سکتا
پھول اس کے حوالے ہرگز نہ کرنا۔ یہ تو حاکم جادوگر
سے بھی زیادہ ظالم اور سفاک ہے۔ اس نے نہ صرف
انسانوں کا خون بہایا ہے بلکہ اس کے ہاتھوں پرستان
کی کئی پریاں، پری زاد اور دیو بھی تنگ ہیں۔ اس
بدبخت نے ہمارے ہزاروں ساتھیوں کو موت کے
گھاٹ اتارا ہے۔ یہ تم سے دھوکہ کھ رہا ہے۔

اگر تم نے اسے پھول دے دیا تو یہ تمہیں فوراً
مار ڈالے گا۔ اس کی باتوں پر تم ہرگز مت جانا
اس نے تو تم پر شیروں سے حملہ کر لیا تھا اور تمہیں
آگ کے ہالے میں قید کیا تھا۔ اگر تم اپنی ہمت
اور عقل مندی سے وہاں سے نہ نکلتے تو تم کب

کے مریچکے ہوتے۔ اچانک عمرو کو قریب سے پری زاد
فردان کی آواز سنائی دی۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا
پری زاد فردان سیاہ چڑے کے روپ میں اس
کے سر پر منڈلا رہا تھا۔

"نہیں عمرو یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ تم یہ
پھول میرے حوالے کر دو۔ میں اس کے بدلے
تمہیں اپنی ساری دولت دے دوں گا۔" لوگان
جادوگر نے جلدی سے گھبرا کر کہا۔

دولت کا نام سن کر عمرو کی آنکھوں میں اچانک
معنی خیز ہنک اُبھر آئی۔

"دولت — تو تمہارے پاس دولت بھی ہے؟
عمرو نے جان بوجھ کر مُنہ بناتے ہوئے کہا جیسے
اُسے اس کی دولت سے کوئی مطلب نہ ہو۔

"ہاں — میرے پاس بہت بڑا خزانہ ہے —
یہ دیکھو — یہ —"

لوگان جادوگر نے خوش ہو کر کہا۔ اس نے جلدی
سے کوئی منتر پڑھا۔ اچانک وہاں یکے بعد دیگرے
کئی جھماکے ہوئے اور وہاں اوپر تلے کئی صندوق
نودار ہوئے۔ جو ایک بہت بڑے اور قیمتی خزانے

سے لباب بھرے ہوئے تھے۔ اتنا بڑا خزانہ دیکھ
عمرہ کی باچھیں کھل گئیں۔
”دیکھو عمرو۔ یہ کتنا بڑا خزانہ ہے تم یہ
سب لے لو اور یہ پھول مجھے دے دو۔
میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں
کچھ نہیں کہوں گا۔ اور تمہیں تمہارے گھر
بھی جھوڑ آؤں گا۔“ نوکان جادوگر نے خوشامدانہ
لبجے میں کہا۔

عمرہ نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔
اُس کی نگاہیں تو خزانے پر جمی ہوئی تھیں۔
”طلسمی پتلے“ عمرو نے بونے کی جانب دیکھتے
ہوئے کہا۔

”میں سمجھ گیا آتا۔“ بونے نے فوراً سر جھکا کر کہا
پھر وہ تیزی سے خزانے کے قریب گیا۔ اس نے
خزانے کو ہاتھ لگایا تو خزانہ فوراً وہاں سے غائب
ہو گیا۔ اُس وقت عمرہ کی بفل میں دبی
ہوئی زنبیل ایک لمحے کے لئے مباری ہوئی اور
پھر فوراً ہی ہلکی ہو گئی۔ یہ محسوس کر کے عمرو
کا دل خوشی سے جھوم اٹھا۔ وہ سمجھ گیا کہ باہر

موجود تمام خزانہ اس کے طلسمی پتلے کی بدولت اس کی
زنبیل میں پہنچ چکا ہے۔

”اوہ۔ میرا خزانہ!“ نوکان جادوگر اپنا خزانہ
غائب ہوتے دیکھ کر ہکھلایا۔

”خزانے کی فکر چھوڑ نوکان — اپنی زندگی
کی فکر کر دو۔“ عمرہ نے اچانک اس کی جانب
دیکھتے ہوئے کرخٹ لہجے میں کہا۔
”کیا مطلب؟“ نوکان جادوگر خوف سے ہکھلایا

اس کا چہرہ تاریک ہوتا جا رہا تھا۔

”مطلب یہ — کہ“ عمرو نے کہا اور ہاتھ میں
پکڑا ہوا پھول اچانک منہ میں رکھ لیا۔ اسے
ایسا کرتے دیکھ کر نوکان جادوگر ایک لمحے کے
لئے حیران ہوا اور پھر اچانک اس کے چہرے
پر ہلاکت سی دوڑتی چلی گئی اور اس نے
اچانک زور زور سے ہنسا شروع کر دیا۔ اور اس
کی ہنسی پھر تہمتوں میں بدل گئی۔ طنز اور
فتح سے بھرپور تہمتوں میں۔ اور عمرو اسے قہقہے
لگاتے ہوئے یوں دیکھ رہا تھا جیسے اسے اس
کی دماغی حالت کے بارے میں شبہ ہو۔

چالاک اور عیار آدمی سمجھتے تھے، مگر تم تو انتہائی حد تک بیوقوف اور پاگل ہو۔ لوگان جادوگر نے بُری طرح سے منبتے ہوئے کہا۔
”کیوں۔ میں بیوقوف کس طرح سے بن گیا۔“

کیا میری دُم نکل آئی ہے؟ عمرو نے پہلے سے زیادہ بُرا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک کیا۔ واقعی تم گدھے ہو۔ ارے

بیوقوف تم مجھے مارنے چلے تھے۔ اگر تم مجھے مارتا جانتے تو اس پھول کی پتیوں کو مسل کر تم مجھے آسانی سے مار سکتے تھے۔ مگر تم احمق آدمی ہو۔ تم نے اس پھول کو منہ میں ڈال لیا ہے اس پھول کی یہی خاصیت ہے کہ اگر اسے کوئی

اپنے منہ میں ڈال لے تو اس کی جان واپس چلی جاتی ہے جس نے اپنی جان اس پھول میں ڈال رکھی ہو۔ اب عمرو تم پھول اپنے منہ میں ڈالنے کی غلطی کر ہی چکے ہو تو یہ بھی سن لو، اب اگر تم پھول کو اپنے جوتوں سے مسل بھی ڈالا تو میرا کچھ نہیں بگڑے گا۔ کیونکہ دیوتا کے اصول کے مطابق اس پھول سے جان نکل کر واپس میرے

لوگان جادوگر کے تہقے طویل سے طویل ہوتے جا رہے تھے۔ وہ پیٹ پکڑے اس بُری طرح سے تہقے لگا رہا تھا جیسے اسے تہقے لگانے کا دورہ پڑ گیا ہو۔

”کیا ہوا، پاگلوں کی طرح کیوں ہنس رہے ہو کیا تمہارے پیٹ پر کسی پتھر نے گدگدی کر دی ہے جو یوں منہ بھاڑ بھاڑ کر ہنس رہے ہو؟“ عمرو نے اُسے یوں ہنستا دیکھ کر بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

”ا۔ ا۔ ا۔ واقعی تم دُنیا کے سب سے بُرے بیوقوف انسان ہو عمرو۔ ہونہہ۔ تم خود کو کھد

جسم میں آچکی ہے۔۔۔ اور اب۔۔۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ اب عمرو میری جگہ نہیں مرنا ہو گا۔ میں اب تمہیں ایسی بھیانک موت مار دوں گا کہ صدیوں تک تمہاری روح بلبلائی رہے گی۔" نوکان جادوگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میری جان کوئی اونٹنی نہیں ہے جو بلبلائی ہے گی۔۔۔ شکل سے تو تم مجھے کالے رچھ لگ رہے ہو۔ بن مانس کہیں کے۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ یہ بھول میں نے بھول کر اپنے منہ میں ڈالا ہے غلط فہمی نکال دو احقر جادوگر۔ یہ بھول میں نے جان بوجھ کر بنگلا ہے۔ اب میں تم سے دست بدست مقابلہ کروں گا۔ ہتھتے ہاتھوں سے میں نے تمہارا منہ اور پیٹ چیر کر نہ رکھ دیا تو میرا نام خواجہ عمرو عیار نہیں۔" عمرو نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم۔ ہا۔ ہا۔ تم میرا مقابلہ کر دو گے۔ واہ کیا پدی اور کیا پدی کا شہدہ۔ میں تو تمہیں چٹکی میں مسل کر رکھ دوں گا عمرو۔ مجھ میں جتنی طاقت ہے کہ تم اس کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔"

نوکان جادوگر نے ہتھتے لگا کر کہا۔
"بڑا مان ہے تمہیں اپنی طاقت پر۔ ابھی فیصلہ ہو جائے گا کہ کون کسٹے پانی میں ہے۔ آؤ۔ مگر غصہ رو۔ اگر تم خود کو طاقت ور کہتے ہو تو جادو ہرگز استعمال مت کرنا۔ یہ بہادری نہیں بزدلی ہو گی۔"

ہونہ۔ میں جادو ہرگز استعمال نہیں کروں گا تم تو میرے ایک ہاتھ کی مار ہو۔" نوکانبھو۔
نوکان جادوگر نے کہا اور پھر اچانک اس نے اپنا بھاری بھرکم ہاتھ بلوری قوت سے گھمایا۔ عمرو نے سنبھلنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ نوکان کا گزرنا ہاتھ اس کی کمر پر لگا۔ اس کے منہ سے ایک درد ناک چیخ نکلی اور وہ کئی فٹ اچھل کر گھومتا ہوا دور جا گرا۔ اس سے قبل کہ وہ اٹھتا نوکان بجلی کی سی تیزی سے اس کے سر پر جا پہنچا۔ اس نے بلوری قوت سے اپنی ٹانگ عمرو کی پسلیوں پر ماری۔ عمرو ایک مرتبہ پھر ہذیبانی انداز میں چلایا اور زمین پر گر کر بُری طرح سے تڑپنے لگا۔ ٹھیک اسی

وقت نوکان جادوگر نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے کسی کھلونے کی مانند اٹھا لیا عمرو بڑی طرح سے اس کے ہاتھوں میں ترپنے لگا۔ نوکان جادوگر نے ایک زور دار قہقہہ لگایا اور پوری قوت سے اسے زمین پر پیٹخ دیا عمرو کے حلق سے نکلنے والی چیخ بے حد بھیانک تھی۔ اس کا جسم ذبح کئے ہوئے مرغی کی مانند بڑی طرح اچھل رہا تھا عمرو کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم کی ایک ایک ہڈی ٹوٹ پھوٹ کر رہ گئی ہو۔ اس سختی آنکھوں کے آگے بار بار اندھیرے کی یلغار ہونے لگی۔ نوکان جادوگر نے اسے سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا تھا اور مسلسل اس کی دھنائی کر کے دکھ دی تھی۔ عمرو بڑی طرح سے چیختا ہوا ترپ رہا تھا کہ نوکان جادوگر آگے بڑھا اور اس نے ایک بار پھر عمرو کو دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر سر سے بلند کر لیا اور اسے دور اچھال دیا۔ دھب کی زور دار آواز کے ساتھ عمرو گرا۔ اس بار اس کے حلق سے چیخ بھی نہ نکل سکی۔ اس کا جسم

ایک لمحے کے لئے ترپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ یہ دیکھ کر نوکان جادوگر نے خوشی سے بھرپور ایک زور دار قہقہہ لگایا اور اس نے آگے بڑھ کر عمرو کے مُردہ جسم پر ٹانگ رکھ دی۔

”ہا۔ ہا۔ ہا۔“ نوکان جادوگر عظیم ہے۔ عظیم تر ہے۔ اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں مٹا سکتی۔ کوئی نہیں۔ نوکان جادوگر سے منکرانے والی ہر طاقت پاش پاش ہو جائے گی۔ اس نے حلق پھاڑ کر فخریہ لہجے میں زور دار قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اس وقت اچانک اس کے جسم کو ایک زوردار ہلکا لگا اور اُسے محسوس ہوا جیسے اس کی طاقت بہت کم ہو گئی ہو اور وہ اُلٹ کر پُشت کے بل گر پڑا اس کے گرد ہی عریقہ بجلی کی سی تیزی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ تکلیف کا ہلکا سا بھی شائبہ اس کے چہرے پر دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

”تم زندہ ہو۔“ اسے صحیح سلامت دیکھ کر نوکان جادوگر تھوک نکل کر بولا۔

”ہاں۔“ احمق جادوگر پھول رہے ہو کہ میں نے تمہارا جلیباش پھول کھایا ہے۔ اس پھول کی

”یوقوف۔ مجھ پر جادوئی وار کرنے کی کوشش مت کرو۔ اب تم کامیاب نہیں ہو سکو گے“ عمرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”ہونہ۔ میں تمہیں جلا کر داکھ کر دوں گا“ نوکان جادوگر غرایا۔ اس نے جلدی سے کوئی منتر پڑھنا چاہا۔ مگر اسی وقت عمرو حرکت میں آیا۔ اس نے اچانک زنبیل سے خنجر ابراہیمی نکالا اور نوکان جادوگر کے قریب آکر پوری قوت سے اس کی دائیں آنکھ میں گھسیڑ دیا۔ نوکان جادوگر نے بچنے کی بھرپور کوشش کی مگر عمرو نے چالاکي سے اس پر وار کیا تھا اس نے وہ اپنا دفاع نہ کر سکا۔ اس کے منہ سے تیز دھات ٹپ ہوئی چیخ نکلی۔ اور وہ بُری طرح سے ہاتھ پاؤں مارتا ہوا زمین پر گرا اور تڑپنے لگا۔ عمرو نے نہایت پھرتی سے اس کی آنکھ سے خنجر نکالا اور نوکان جادوگر کے سنبھلنے سے پہلے خنجر پوری قوت سے اس کے سینے میں دل کے مقام پر گھونب دیا۔ نوکان کا جسم کئی فٹ اونچا اچھلا اور زمین پر دوبارہ گر کر ایک جھٹلے سے ٹھنڈا ہو گیا جوہنی نوکان جادوگر مرا اسی لمحے ہر طرف گھپ اندھیرا چھا گیا ساتھ ہی ایک درد میں ڈوبی ہوئی آواز ابھری

”آہ۔ مارا مجھے عمرو غیار نے میرا نام نوکان جادوگر تھا“ اس آواز کے ساتھ ایک تیز گرد گڑا ہٹ کی آواز ابھری اور پھر فوراً اندھیرا ختم ہو گیا۔ اندھیرا ختم ہوتے ہی عمرو نے دیکھا

بدولت مجھ میں تم جیسی ہزار گن طاقت آگئی ہے پھر بھلا میں تم جیسے دیکھ سے اس قدر آسانی سے کس طرح ہلاک ہو سکتا ہوں“ عمرو نے مسکرا کر کہا۔ ”ادہ۔ تو یہ بات ہے؟ نوکان جادوگر کے منہ سے غراہٹ نکلی پھر وہ تیزی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے اٹھ کر اچانک عمرو پر چھلانگ لگائی اور نہایت جارحانہ انداز میں عمرو پر تباہ توڑ حملے کرنے لگا۔ عمرو اطمینان سے اس کے حملے دوکنے لگا۔ پھر عمرو نے اچانک اس کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ جڑ دیا۔ نوکان جادوگر کے منہ سے ایک دردناک چیخ نکلی اور وہ کسی پھر کی کی مانند گھوما اور اسٹ کر دور جاگرا۔ لیکن اس نے اٹھنے میں — دیر نہ لگائی۔ اٹھتے ہی اس نے نہایت غصیلے انداز میں ہوا میں ہاتھ لہرایا۔ فوراً ہی اس کے ہاتھ میں تلوار آگئی۔ وہ غصے سے تلوار گھماتا ہوا عمرو کی جانب لپکا۔ مگر اسی وقت اچانک بونے کی آنکھوں سے نارنجی رنگ کی شمع نکلی اور نوکان جادوگر کے ہاتھ میں موجود تلوار سے ٹکرائی۔ تیز بجلی سی چمکی اور اس کے ہاتھ میں موجود تلوار غائب ہو گئی۔ یہ دیکھ کر نوکان جادوگر بُری طرح سے ٹھٹھک گیا۔

کہ زمین پر ایک طرف نوگان جادوگر کی لاش پڑی تھی جس کے سینے سے ابھی تک خون اُبل رہا تھا۔

”عمرو جلدی کرو، اس سے قبل کہ نوگان جادوگر کے جسم میں آگ لگ جائے اس کا خون مجھ پر اور موشال پری کی موتی پر ڈالو۔“ اچانک سیاہ چڑے نے چیخ کر کہا اور وہ عمرو کے کندھے پر بیٹھا عمرو نے سر ہلایا اور آگے بڑھ کر اس نے موشال جادوگر کے سینے سے اُبلتے ہوئے خون میں ہاتھ سمجھوایا اس کے کچھ پھینٹے اس نے سیاہ چڑے پر ڈالے اور کچھ موشال پری کی موتی پر۔ فوراً ہی دو جھماکے ہوئے اور سیاہ چڑے اور موشال موتی کی بجائے عمرو کے سامنے ایک نہایت خوبصورت پری اور پری زاد موجود تھے۔ ان دونوں نے عمرو کا بے حد شکریہ ادا کیا۔ کہ ان کی خاطر عمرو نے اتنی تکلیفیں برداشت کیں۔ اسی وقت نوگان جادوگر کے جسم میں آگ لگ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ جل کر راکھ کا ڈھیر بن گیا۔

موشال پری اور پری زاد سندھان عمرو کو لئے ہوئے اپنے خوبصورت محل میں آگئے۔ عمرو خوش تھا۔ بے حد خوش۔

ختم شد

بونے کے جانے کے بعد نوکان جادوگر نے ایک
لوہیل سانس لی۔ اور تخت پر نیم دراز ہو گیا وہ بعد
تھکا ہوا تھا۔ اس لئے اب وہ کچھ دیر آرام کرنا
چاہتا تھا۔ ابھی اسے لیٹے ہوئے چند ہی لمحے گزرے
ہوں گے کہ اچانک تیز گڑ گڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی
اور ہر طرف اچانک گھپ اندھیرا چھا گیا۔ نوکان جادوگر
بڑی طرح چونکا اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

وہ حلق کے بل غرایا۔
”یہ کیا آقا۔ طلسمی شیر تو اس انسان کو مار دیں
گے۔ ہمیں تو اس کا خون چاہیئے۔ تاکہ ہم جلاش
باغ میں ڈال سکیں۔“ بونے نے کہا اور نوکان جادوگر
چونک بڑا۔

”اوہ۔ واقعی، ارے یہ تو مجھ سے بھول ہو گئی
اوہ۔۔۔ اب کیا ہو سکتا ہے۔ یہ میرا سب سے
بڑا۔ گولا جی جادو ہے۔ میں اسے واپس نہیں
کر سکتا۔ اب اس انسان کی موت لازمی ہے۔ اب
یا تو یہ انسان ختم ہو گا یا پھر میرا گولا جی طلسم
نہیں میں گولا جی طلسم کبھی ختم نہیں کر دوں گا۔
مر جانے دو اس بد بخت کو۔ تم فکر مت کرو
انسانوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ ابھی بیسیوں انسان
یہاں جمع ہو جائیں گے۔ فی الحال تم واپس جاؤ۔
میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔“ نوکان جادوگر نے تھکے
تھکے انداز میں کہا۔

”جو حکم آقا۔“ بونے نے کہا۔ پھر وہ سر جھکا کر
گوئے سمیت زمین میں سما گیا اور زمین دوبارہ برابر
ہو گئی۔